ڈاکٹر مختار الدّین احمد :

امیر قابوس بن وشمگیر

امیر شمس المعالی ابوالحسن قابوس بن ابی طاہر وشمگیر بن زیّار بن وردان شاہ جیلی ، جرجان اور طبرستان کا نامور حاکم گزرا ہے جو بنو زیّار کا چوتھا فرماں روا تھا۔ رے ، اصبہان ، جرجان اور آس پاس کے بلاد کی سلطنت قابوس بن وشمگیر کے چچا ابو الحجّاج مرد آویج (۱) بن زیّار نے ۳۱۹ھ میں قائم کی تھی۔ آل زیّار کا آخری فرماں روا گیلان شاہ تھا جس نے ۴۷۰ھ میں وفات پائی۔ یہ حکومت کوئی ڈیڑھ سو سال قائم رہی۔ مرد آویج ایک جلیل القدر بادشاہ گزرا ہے۔ اس نے اَسفار بن شیرویہ پر (جس کا وہ ایک اہم معاصر تھا) حملہ کر کے ، اور اسے شکست دے کر تاج و تخت حاصل کیا تھا۔ اس کی جلالت شان کے بارے میں اتنا کہنا کافی ہوگا کہ عماد الدّولہ ابوالحسن علی بن بویہ (متوفی ۳۳۸ھ) جس نے بعد کو بلادِ فارس میں ایک زبردست سلطنت قائم کی ، مرد آویج کے اَتباع و امراء میں تھا۔ اس کی وفات ۳۱۶ھ کے بعد اس کا بھائی امیر ابو طاہر وشمگیر تخت نشین ہوا اور اس کی وفات (محرّم ۳۳۰ھ) کے بعد اس کے بیٹے ظہیر الدّین ابو منصور بِستُون کو حکومت وراثت میں ملی۔ ۳۶۶ھ میں ایک فوجی سازش کے تحت حکومت قابوس بن وشمگیر کو پیش کی گئی اور وہ جرجان و طبرستان کے فرماں روا کی حیثیت سے اپنے بھائی کا جانشین قرار پایا۔ خلیفۂ عبّاسی الطائع للہ نے اسے خلعتِ فاخرہ سے نوازا ، طبرستان و جرجان پر حکومت کرنے کا پروانہ بھیجا۔ اور شمس المعالی کے لقب سے ملقّب کیا۔ جب بویہی امیر فخر الدّولہ (متوفی ۳۸۷ھ) کا اپنے بھائی عضدالدّولہ (مُتوفّی ۳۷۲ھ) سے تنازعہ ہوا اور عضدالدّولہ نے ۳۶۹ھ میں اسے ساری سلطنت سے محروم کر دیا تو فخر الدّولہ نے قابوس بن وشمگیر کے ہاں پناہ لی۔ چوں کہ قابوس نے اسے ، فاتح بھائی کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تھا اس لیے عضد الدّولہ نے اس کے خلاف فوج کشی کی اور وہ ۳۷۱ھ میں شکست کھا کر نیشا پور چلا گیا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد عضدالدّولہ کے بغداد میں فوت ہوجانے پر ۳۷۲ھ میں فخر الدّولہ نے جرجان اور طبرستان کو بتدریج فتح کرلیا۔ وہ تو یہ چاہتا تھا کہ قابوس کا ملک اس کے حوالے کر دے لیکن اس کے وزیر الصاحب بن عبّاد (مُتوفّی ۳۸۵ھ) نے اسے مشورہ دیا کہ یہ ملک بھی وہ

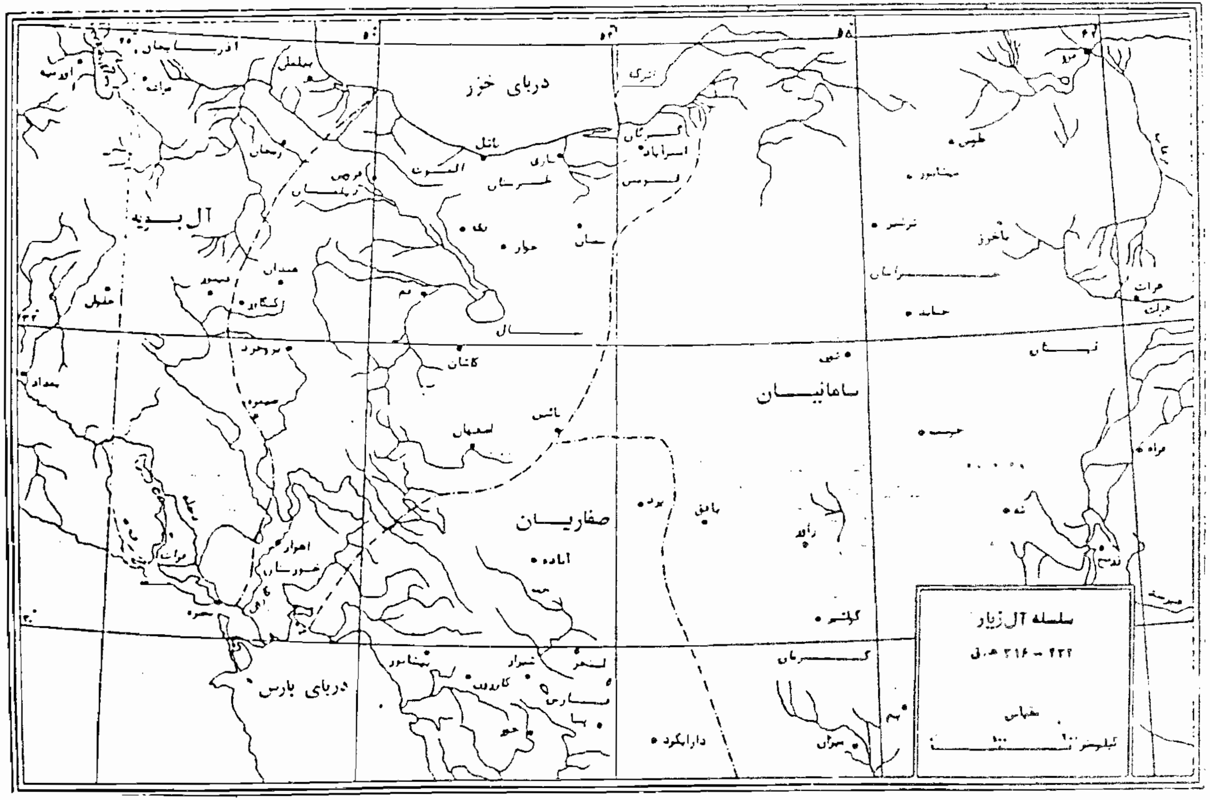

سلطنت آل زیار (از سنه ۳۱۶ تا سنه ۳۳۴ هـ)

بتشکریه حسین عماری

اپنے ہی قبضے میں رہنے دے۔ بہرحال فخر الدّولہ کی وفات اور سترہ سال کی جلاوطنی کے بعد شعبان ۳۸۸ھ میں قابوس نے جرجان واپس آکر حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی اور دوبارہ اپنی آبائی سلطنت حاصل کرلی۔ (دائرۂ معارف اسلامیہ ۱۶ / ۲) جس پر اپنی وفات سے کچھ دن پہلے تک وہ قابض رہا۔

قابوس بن و شمگیر مجموعۂ محاسن تھا۔ وہ جری، شجاع، سخی اور دُور اندیش تھا۔ گہری سیاسی بصیرت رکھتا تھا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ مغلوب الغضب، جابر و متکبّر اور بے رحم بھی تھا، عفو و کرم کے صفات سے عاری، بقول دولت شاہ "اورا در ریختنِ خون حرصے تمام بوده"۔ مرعشی کا بیان ہے: "شمس المعالی ہرچند عادل بود امّا بے حد سیاست میکرد، بد خوی بود چناں چہ از سطوت او ہیچ کس ایمن نبود"۔ (تاریخِ طبرستان ص ۱۴۱) خود کیکاؤس لکھتا ہے: "وے مردے سخت قتّال بوده و گناہِ ہیچ کس را عفو نتوانستے کردن" (قابوس نامہ ص ۸۵)۔ یاقوت الحموی کا بیان بھی دیکھا جائے۔ (معجم الادباء ۱۶ / ۲۳۱)۔ انتے امراء و خدم و حواشی کو اس نے ہلاک کیا کہ اس کی حکومت کے آخری دور میں اس کی فوج اور ارکان دولت اس سے برگشتہ ہوگئے اور اس کے امرائے خاص بھی اس سے مُتوحّش اور خوف زدہ رہنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک منزل ایسی آگئی جب اس کی حکومت کے اہم کارکن اس سے بغاوت پر آمادہ ہوگئے اور فوج کے سرداروں اور سپہ سالاروں نے اسے معاملاتِ حکومت سے سبکدوش کر دینے کا فیصلہ کرلیا۔ قابوس کے خلاف سازش ہوتی رہی اور وہ اپنے دارالسلطنت جرجان سے دور بے یقینی اور بہت حد تک بے خبری کی حالت میں جناشک (۲) کے قلعے میں مقیم رہا۔ باغیوں نے قابوس کے بیٹے ابو منصور منوچہر کو جو طبرستان میں مقیم تھا پیغام بھیجا کہ سارے لوگ اسے قابوس کی جگہ بادشاہ بنانے، اس سے بیعت لینے اور اس کی اطاعت کے لیے تیار ہیں۔ بشرطیکہ قابوس تاج و تخت سے کنارہ کش ہوجائے۔ منوچہر صورتِ حال کی نزاکت دیکھ کر اس کے تدارک کے لیے فوراً جرجان پہنچا تو اُمورِ سلطنت کو پریشان و آشفتہ حال اور سربراہانِ فوج و اراکینِ سلطنت کو قابوس سے مُتنفّر اور سخت بیزار پایا۔ لوگوں کو منوچہر کی اطاعت پر اِتّفاق تھا، اس شرط کے ساتھ کہ قابوس، حکومت سے کنارہ کش ہو کر زمامِ حکومت اپنے بیٹے منوچہر کے حوالے کر دے، ملک کے حالات اتنے بگڑ گئے تھے کہ اگر منوچہر جرجان کے باغیوں کی بات نہیں مانتا تو سلطنت اس کے خاندان سے نکل کر کہیں اور پہنچ جاتی۔ کیکاؤس لکھتا ہے: "از آنکہ لشکر گفتند: کہ اگر تو درین کار یارِ ما نباشی، ما این ملک را بہ بیگانہ دہیم"۔

امیر قابوس کو جب اطلاع ملی کہ حالات بگڑ چکے ہیں اور لوگ عناد و فساد پر مجتمع ہیں تو مال و اسباب اور کچھ خاص خاص لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر بسطام کی طرف چلا گیا اور منتظر رہا کہ حالات کیا رخ اختیار کرتے ہیں، منوچہر پریشان و مضطرب باپ کے پاس حاضر ہوکر قدم بوس ہوا۔ باپ کی حالت دیکھ کر اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اس نے صورت حال سے اسے آگاہ کیا۔ وہ قابوس اور اس کے دشمنوں کے درمیان حائل ہونے پر بھی آمادہ تھا اور اس کے دفاع میں اپنی جان دینے کو بھی تیار تھا۔ یہ بعض مصادر میں ہے لیکن کچھ مصادر بغاوت میں منوچہر کی بھی شرکت کا ذکر کرتے ہیں۔ قابوس کے پوتے کیکاؤس کا بیان اس موقع پر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ (وے بیامد و پدر خویش شمس المعالی رابگرفت " بہ ضرورت " ۔ " بہ ضرورت " از جہتِ ملک این کار بکرد " (قابوس نامہ ص ۸۵) یہاں " بضرورت " کا لفظ خوب استعمال ہوا ہے، نیز، دیکھیے معجم الادبا، ۱۶ / ۲۲۱ ۔ قابوس بہت زیرک و دانا اور تجربہ کار حکمراں تھا، اسے اندازہ ہوگیا کہ ہوا کا رخ بدل چکا ہے اور اسے یہ بھی خیال ہوا کہ اس کے بعد آخر منوچہر ہی کو اس کا جانشین ہونا ہے۔ اس نے بلا توقف خاتم مملکت اپنے ہاتھ سے اتار کر بیٹے کو پہنا دی ۔ طے یہ ہوا کہ منوچہر پایۂ تخت جرجان جاکر سلطنت اپنے ہاتھ میں لے لے اور امراء اور لشکریوں کی تالیفِ قلب میں مشغول ہو اور قابوس کنارہ کش ہو کر عبادتِ الٰہی میں مصروف ہو۔ قابوس نے اپنے قیام کے لیے قلعۂ جناشک (۳) کا انتخاب موزوں سمجھا، وہ وہاں جاکر مقیم ہوگیا۔ لیکن کچھ امراء اور لشکری قابوس کو اپنے لیے اب بھی ایک مستقل خطرہ تصور کرتے رہے۔ اس کے گرم کپڑے اس سے چھین لیے گئے اور آخر سخت ٹھنڈک اور برف باری کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ اس کی وفات ۴۰۳ھ کو ہوئی۔ اسے جرجان میں اس گنبد میں دفن کیا گیا جسے بتصریح مؤرخ معاصر ابو سعید الابی (مُتوفّی ۴۲۱ھ) معجم الادبا، ۶ / ۱۵۰) اس نے خود اپنی زندگی میں مقبرے کے لیے ۳۹۲ھ میں تعمیر کرایا تھا۔ گنبدِ قابوس اب بھی موجود ہے۔ اس پر دس خوش نما سطور میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم / ھذا لقصر العالی للامیر شمس المعالی / الامیر بن الامیر / قابوس بن وشمگیر / أمر ببنائہ فی حیاتہ / سنۃ سبع و تسعین / و ثلثمائۃ قمریۃ / و سنۃ خمس و سبعین / و ثلثمائۃ شمسیۃ (۴)۔ ایک جرمن فاضل نے برلن سے ۱۹۱۸ء میں ایک کتاب شائع کی ہے جس میں سیدِ قابوس کا مفصّل حال لکھا ہے اور گنبد کا عکس بھی شائع کیا ہے۔ منورسکی نے اپنے مضمون " مازندران " (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ۳ / ۴۹۱) میں اس کتاب سے مدد لی ہے۔ فہرست آثار و ابنیہ تاریخی

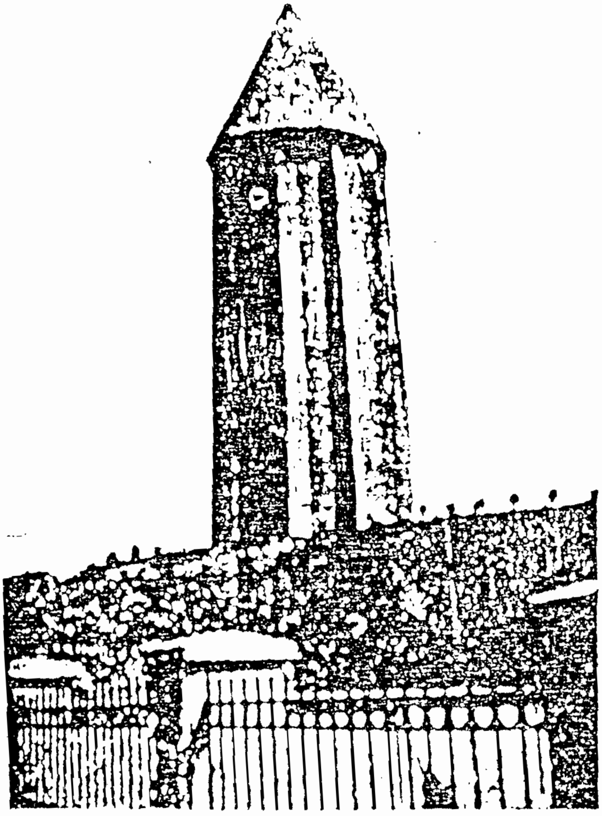

گنبد قابوس بن وشمگیر
(تاریخ بنا ۳۹۷ هـ)

بشکریهٔ آقای ایرج افشار

ایران میں بھی جسے چند سال پہلے انجمنِ آثارِ ملّی ایران نے شائع کیا ہے گنبدِ قابوس کے بارے میں اطلاعات ملتی ہیں۔ تفصیلات یادداشتہائے قزوینی ۲۰۰/۳ میں دیکھی جائیں۔

دولت شاہ نے لکھا ہے کہ جب قابوس کو گرفتار کرکے عبداللہ جمّاز (قابوس نامہ میں نام "عبداللہ جمّازہ بان") کے حوالے کیا گیا کہ اسے قلعے میں محبوس کردے، تو راستے میں قابوس نے اس سے واقعات کی صحیح صورتِ حال پوچھی کہ یہ سب کس طرح ہوا۔ اس نے جواب میں کہا: اے امیر تو مردِ مرا بسیاری کشتی "۔ ازیں جہت ترا حبس کردیم " امیر قابوس نے کہا: خلاف این است کہ من مردم را کمتر می کشتم، ازین جہت بدین بلا گرفتارشدم، اگرمردم بسیار کشتمی اوّل ترا می کشتم تا امروز بدین خواری بدستِ تو گرفتار نمی شدم "۔ (تذکرۃ الشعراء ص ۵۶)۔

اس روایت کی تصدیق قابوس کے پوتے کیکاؤس کے بیان سے بھی ہوتی ہے اگرچہ فقرات و الفاظ میں کچھ فرق ہے: "شمس المعالی گفت یا عبداللہ ہیچ دانی کہ بدین بزرگی شغلے برفت ومن نتوانستم دانست؟ عبداللہ گفت: این کار را فلاں و فلاں کردند، پنج سپہ سالارؔ نام (۵) بردکہ این شغل بکردند و لشکررا بفریفتند ... لیکن تو این کار از خودبین کہ ترا این شغل از کشتن بسیار افتاد نہ از کشتن لشکر۔ شمس المعالی گفت: تو غلط کردہٗ، مرا این شغل از مردم ناکشتن افتاد، اگر این شغل برعقل رفتے، ترا با این پنج کس می بایست کشتن، واگراین چنین کردمے، کارمن بصلاح بودے و من بسلامت بودمے "۔ (قابوس نامہ ص ۸۶)۔

بہرحال قابوس کے کچھ امرا اور لشکریوں کی اس کے بارے میں جو بھی رائے ہو، لیکن تاریخ کے صفحات اس کے فضائل و محاسن کے گواہ ہیں۔ کچھ مصنّفین و مؤرّخین کی رائیں یہاں درج کی جاتی ہیں:

ابراہیم بن ہلال الصابی (متوفّی ـــ ھ) : انّ الامیر الجلیل شمس المعالی بلغ من العلم بأنواع الفلسفۃ مالم یبلغ الحکیمان افلاطن و ارسطا طالیس و نالَ خصوصاً من علم الہیئۃ والاحکام ممالم ینلہ الفاضلان ارشمیدس و بطلیموس ... وامّا حدیث الفروسیۃ والبأس وذکر الرزانات والتراس فقد عبر فی وجوہ اصناف النّاس ... فلِلّٰہ ہذہ الفضائل، کیف حازہا الامیرا الجلیل حتی صارت فی حیّز المعجزو وامّا لہذہ المناقب کیف جمعہا شمس المعالی حتّی عدّ فی حدّ المعمور "۔ (تاریخ طبرستان مؤلّفہ ابن اسفندیار الکاتب ۱ / ۱۶۶)۔

العتبی (متوفّی ۴۲۰ھ) فللّٰہ شمس المعالی فی ہمّتہ بین الہجرۃ مجراہاوفی بحار الکرم مجراہا و رساہا، فلم یسمع فی شیوخ الملوک باشرف منہ قیمۃً واوطف دیمۃً واکرم شیمۃً واصدق

بارقۃٌ مشیمۃ و اوفر عقلاً و تحصیلاً و اظہر جملۃً و تفصیلاً" (فتح الوہبی ۲ / ۱۵)۔

الثعالبی (مُتوفّی ۴۲۹ھ) : خاتم الملوک ، وغرّۃ الزمان ، و ینبوع العدل والاحسان ، ومن جمَعَ اللہ سبحانہ لہ الی عزّۃ العلم بسطۃ القلم ، والی فصل الحکمۃ نفاذ الحکم ، فاوصافہ لاتدرک بالعبارات ولا تدخل تحت العرف والعادات " ۔ (یتیمۃ الدہر ۴ / ۵۹)۔

جربادقانی (مُتوفّی بعداز ۶۰۳ھ) : شمس المعالی درایّام خویش از ملوکِ اطراف واکابرِ اقطار جہان بشرفِ نفس و مکارمِ اخلاق و وفورِ عقل و محاسنِ شیم و کمالِ فضل وجلالتِ قدر مستثنیٰ بود و بر منہاجِ حکمت و قضیّتِ دینِ مستقیم ، واز التفات بانواعِ معارف و بلای منزّہ و مبرّا ۔ و شمس المعالی بسمتِ عدل و رافت وانصاف و معدلت آراستہ بود و براہتمام بحالِ رعیّت و اعتنار بمصالح زبردست حریص " ۔ (ترجمۂ تاریخِ یمینی از ابوالشّرف ناصح بن ظفر جربادقانی ص ۲۰۵)۔

ابن اسفند یار (مُتوفّی بعد از ۶۱۳ھ): ہرکہ خواہد جلالتِ قدرِ قابوس وشمگیر بشناسد تصانیفِ ثعالبی وکتابِ یمینی عتبی مطالعہ باید فرمود تا غزاراتِ فضل و سخاوت و بذل و کمالِ عقلِ او بداند ۔ " (تاریخِ طبرستان ۱ / ۱۳۲)۔

محمّد عوفی (مُتوفّی بعد از ۶۲۸ھ)۔ امیر قابوس ... فضلای روزگار و مردان روزگار کہ از تیغِ زبان و زبانِ تیغِ او سر بخط آوردہ ، کرم و مروّت ذکاء و فطنت در ذاتِ مبارکِ او جمع آمدہ :

لیس من اللہ بمستنکرٍ ان یجمعَ العالم فی واحد

... امیر قابوس دریا دل ، ابردست ، کانِ احسان بود ۔ درکرم چنان گشادہ بنان بود کہ فضلای عالم متاعِ فضل بدرِ او می بردند و بارِ دانش در حضرتِ او می گشادند"۔ (لباب الالباب ص ۳۰ ، ۳۱)۔

ابنِ خلّکان (مُتوفّی ۶۸۱ھ) " کان من محاسن الدنیا و بہجتہا ، غیرانہ کان ، علی ماخصّ بہ من المناقب والرای البصیر بالعواقب مرّ السیاسۃ " ۔ (دفیات الاعیان ۴ / ۸۰)۔

مرعشی (مُتوفّی ۸۹۲ھ): " امیر قابوس قریب ہجدہ سال بخوزستان بماندو برانقلابِ حالات و تصاریفِ ایّام وحوادثِ روزگار مصابرت می نمود۔ امّادر مروّت و عُلوِ ہمّت ہیچ نقصانی نداشت و طراوتِ حال و رونقِ احوالِ او کم نشدو ہیچ کس ازامرای کبارِ خراسان نبود کہ مأمولِ احسان و مشمولِ امتنانِ اونگشتہ بودند " ۔ (تاریخِ طبرستان و رویانِ و مازندران ص ۱۳۵)۔

دولت شاہ سمرقندی (مُتوفّی بعد ۸۹۲ ھ): شمس المعالی قابوس بن وشمگیر بادشاہی دانا و

عالم و فاضل بودہ است، حکماء و علماء را موقّر داشتے "۔ (تذکرۃ الشعراء ص ۵۵)۔

ابوالریحان البیرونی کا رسالہ " التعلّل باجالۃ الوہم فی معانی منظوم اولی الفضل "۔ جو اس کی گم شدہ تصانیف میں ہے، یاقوت الحموی کو ملا تھا۔ اس نے اس سے پان سات سطریں نقل بھی کی ہیں۔ ان سطور میں البیرونی، قابوس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ مجھے شمس المعالی قابوس کی یہ بات بہت اچھی لگی کہ وہ اپنی تعریف سننی پسند نہیں کرتا تھا نہ وہ شعراء کو مدحیہ قصیدے اپنے سامنے پڑھنے کی اجازت دیا کرتا تھا کہ اس کی رائے میں شعراء کے مدحیہ اشعار " اکاذیب " ہوتے ہیں اور ان کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ ہاں نیروز اور مہرجان کے مواقع پر شعراء کو آنے کی اجازت تھی۔ ابو اللیث الطبری اس بات پر مامور تھا کہ ان شعراء کو ان کی حسب حیثیت انعامات دیے جائیں لیکن وہ ان کے مدحیہ قصائد سننے پر آمادہ کبھی نہیں ہوتا تھا۔ (معجم الادباء ۱۶ / ۲۲۹)۔

☆ ☆

یہ تو نثر ہوئی، اب نظم دیکھیے۔ قابوس بن وشمگیر کے معاصر شعراء نے اس کی مدح میں جو قصائد و مقطوعات لکھے وہ سب محفوظ نہیں رہے۔ اس سلسلے کے جو معلومات ہمارے سامنے اب تک آئے ہیں ان کے پیشِ نظر کچھ شعراء کے نتائجِ فکر کا مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے:

۱ عتبی مُصنّف تاریخِ یمینی:

الجِدّ و مالم یعنہُ الجدُّ مِدْارُ ۔۔۔ و الحرُّ ما لم یَزِنہ الصبرُ خوّارُ

و للکریم اذا الایّام زلنَ بہ ۔۔۔ عن المنیٰ بثبات النّفس إعذارُ

کم فاضلٍ وجنونُ المجنون لہ ۔۔۔ حیفاً علی حَسَک للاداء جرّارُ

وکم جریح قریب القلب ذی عَبَرٍ ۔۔۔ وکم قتیلٍ و باللیف آثارُ

ابوالشّرف ناصح بن ظفر جربادقانی نے ترجمۂ تاریخِ یمینی (ص ۲۳۰) میں یہ چار شعر نقل کیے ہیں لیکن اصل کتاب تاریخِ یمینی اور اس کی شرح فتح الوہبی ۱ / ۲۹۸ میں قصیدۂ مدحیہ کے بقیہ ۴۲ ابیات درج ہیں۔ ۳۸۸ھ کی جنگ میں جب قابوس کو فتح ہوئی تو وہ " دلِ فارغ و صدر منشرح " کے ساتھ جرجان پہنچا اور مسندِ ملک و مستقرِ عزّت پر مُتمکّن ہوا۔ اس موقع پر شاعر نے یہ طویل قصیدہ تہنیت کا پیش کیا۔ عتبی نے شاعر کا نام نہ لکھ کر صرف " یکے از کُتّابِ عصر " لکھا ہے۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ جب وہ " یکے از کُتّابِ عصر " ... یا " لبعض اہل العصر "

لکھتا ہے۔ تو اس سے مراد مُصنّفِ کتاب عتبی ہی ہوتا ہے۔ نجاتی نیشاپوری (مُتوفّی بعد از ۷۲۱ھ) کی شرحِ تاریخِ عتبی جس کا نام "بساتین العلماء" ہے (دکتر ذبیح اللہ صفا نے تاریخِ ادبیات در ایران" (۱ / ۳۰۶) میں شرح کا نام بساتین الفضلاء و ریاحین العقلاء" لکھا ہے) اس میں لکھا ہے: "شنیدم از استادان بزرگوار کہ در ہر مورد از کتابِ یمینی کہ عتبی می گوید کہ "لبعض اہل العصر" و ماتندِ آن، مراد خود مُصنّف است" دیکھیے تعلیقاتِ دکتر جعفر شعار (ترجمۂ تاریخ یمینی ص ۵۰۸)۔ دوسرے شارح احمد علی منینی کا بھی یہی خیال ہے (فتح الوہبی ۱ / ۲۴۲، ۲۸۸)۔ راقم السطور کے خیال میں "یکے از کُتّابِ عصر" سے مراد بھی عتبی ہی ہے۔ اگرچہ اس مقام پر جعفر شعار نے اس کا ذکر نہیں کیا، لیکن فتح الوہبی میں منینی نے لکھا ہے: قال الناموسی: یرید نفسہ (۱/ ۲۹۰)۔ الناموسی، تاریخ یمینی کا ایک شارح ہے جس کی لکھی ہوئی شرح منینی کے پیشِ نظر تھی، اب نہیں ملتی۔

۲۔ ابوبکر خوارزمی، محمّد بن العبّاس الطبری:

قامت تودّ عنی بدمعِ السجمِ	والصمت بین یدِ منا و بین فمِ
البین اخرسها و البین انطقها	و ہذہ حالۃٌ فی الناسِ کلّھم
قد طالما انہزمت عنّا الجیوشُ فلا	تحاربینا بجیش الوردِ و العنَمَ
و قد خلعتَ لجام الاتّباع فلا	فلقی سواءَ الفنا فی ذمۃ اللجمِ
لَم یبق فی الارض بی شیئٌ اہابُ لہ	فہل اہابُ انکسارَ الجفن ذی السقمِ
استغفراللہ فی قولی غلطتُ بلیٰ	اہاب شمس المعالی اُمّـۃ الاممَ

(جربادقانی: ترجمۂ تاریخ عتبی ص ۲۳۲) تاریخِ عتبی اور فتح الوہبی (۴۰۵/۱) میں قصیدے کے بقیہ ابیات نقل ہوئے ہیں۔ ابوبکر خوارزمی کا ایک اور قصیدہ قابوس کی مدح میں:

شموسٌ لہنّ الخدرُ والبیت مغربٌ	فطالعہا للنحر و البین غاربٌ
و لکنّما شمسُ المعالی خلافہا	مشارقۃٌ لیست لہنّ مغاربُ
وما لقبوّکَ الشمس الا و قدر اُوا	بُانکَ شمس و الملوک کواکبُ

جربادقانی نے اس قصیدے کے نو شعر منتخب کیے ہیں۔ تاریخِ یمینی میں مزید چار شعر ملتے ہیں۔

۳۔ قاضی ابوالحسن علی بن عبدالعزیز الجرجانی:

و لما تداعت للغروب شموسہم — و قمنا لتودیعِ الفریقِ المغرّبِ
تلقینَ اطرافَ السجوف بمشرقٍ — لہنّ و أعطاف الخدور بمغرب
فما سرنَ الا بین دمع مضیّعٍ — ولا قمنَ الا فوق قلبٍ معذّبِ
کانّ فوادی قرن قابوس راعہٗ — تلاعبہ بالفیلقِ الملمتأ شب

(الثعالبی: یتیمۃ الدہر ۳ / ۲۴۹)۔ پورا قصیدہ تاریخِ یمینی میں درج ہے۔ اس قصیدے کا کوئی شعر جرباد قانی کے انتخاب میں نہیں آیا۔ دکتر جعفر شعار مُرتّب ترجمۂ تاریخِ یمینی نے عتبی کی تاریخ سے لے کر ۲۱ شعر ذیلی حاشیے میں درج کر دیے ہیں۔ (ص ۲۳۵)۔

الجربادقانی کے ایک اور قصیدے کے دو شعر ثعالبی نے انتخاب کیے ہیں جو شمس المعالی قابوس کی مدح میں ہے:

لیلۃ للعیون فیہا ولا — اسماع باللقلوب و الآمالی
نظمت للقدام فیہا الامانی — مثل نظم الا میر شمس المعالی

(یتیمۃ الدہر ۳ / ۲۵۰)۔

۴۔ ابو منصور الثعالبی:

الفتحُ منتظمٌ والدہر مبتسمُ — وملک شمس المعالی کلّہ نِعَمُ
و العدلُ منبسطٌ و الجورُ مُعطلمٌ — و الحقُّ مرتجعٌ و الشعبُ ملتئمُ
اُلقت مقالید ہا الدنیا الیٰ مَلِکٍ — ما زالَ وقفاً علیہ المجدُ والکرمُ
شمس المعالی و غیث المشرقین ومَن — بہ یلیقُ العلیٰ والمجدُ و الحشمُ

یہ قصیدہ بھی جنگ میں فتح یابی کے بعد قابوس کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ یہ بہت خوب صورت قصیدہ ہے۔ اس کے بقیہ ۹ شعر تاریخِ یمینی (۱ / ۲۳۹) میں دیکھے جاسکتے ہیں:

۵۔ ابوالفضل احمد بن عبداللہ المیکالی:

لا تعصینَّ شمس العلیٰ قابوساً — فمن عصیٰ قابوسَ لاقی ابوسا

المیکالی کا صرف یہی ایک شعر عتبی (فتح الوہبی ۲ / ۸) اور جرباد قانی (ترجمۂ تاریخِ یمینی ۲ / ۲۴)

نے نقل کیا ہے۔ نیز دیکھیے عوفی کی لباب الالباب ص ۳۰۔

۶۔ قاضی القضاۃ ابوبشر الفضل بن محمد الجرجانی:

حسبی اللہُ فی الامیر نصیراً — ثم حسبی الامور شمسُ المعالی
ما رأینا لہ مثالاً و ھذا — لقبٌ مثلہ فقید المثالِ
فمعال مشتقۃٌ من معانٍ — ومعان مشتقۃٌ من معالی

(محمد عوفی: لباب الالباب ص ۳۲)۔

۷۔ شیخ ابو عامر جرجانی:

جرجان ہی کے ایک شاعر ابو عامر تھے جو وہاں کے زبردست اور اہم علماء میں شمار کیے جاتے تھے۔ یہ کتاب الشعر کے مُصنّف ہیں۔ جو اب مفقود ہے۔ یہ قابوس کے دربار کے خاص شعراء میں تھے۔ ان کے بیشتر قصائد قابوس کی مدح میں ہیں۔ بہاء الدین محمدؒ بن حسن بن اسفندیار کاتب نے تاریخِ طبرستان میں ان کے دو شعر نقل کیے ہیں جو انھوں نے قابوس کی مدح میں لکھے ہیں:

قد یکرہُ المرءُ ما فیہ سلامتہُ — و ربّما یَعشق الانسانُ ما قتلَا
و لم تزَلْ بذہ الدّنیا محبّتہ — الی نفوسٍ سقتھا السمَّ والعسَلا

ابو عامر جرجانی کے حسب ذیل اشعار جو قابوس کی مدح میں ہیں ابن اسفندیار نے باخرزی کی دمیۃ القصر کے حوالے سے نقل کیے ہیں:

اشیمُ عفوک و الامالُ متبسطۃٌ — و موقفی منک مثل الاخذ بالکظَمَ
اذا رقدتُ فان الروعَ فی علمی — و ان افقت فطعم الموت مل فمی
لا نامن اخاً طالت سلامتہ — و الدھر مغر بہ ان نام لم ینمِ

(ابن اسفندریار: تاریخِ طبرستان ص ۱۲۹)۔

۸۔ ابن بَجَلی:

اس شاعر کے حالات بہت کم معلوم ہیں۔ اس کا تعلق یا تو بَجَل قبیلے سے تھا یا اس کی نسبت "بجلہ" کی طرف ہے۔ جو یمن میں معد بن عدنان کا ایک قبیلہ ہے۔ اموی عہد کے مشہور شاعر جریر کا اسی قبیلے سے تعلق تھا۔ اسی لیے وہ جریر بَجَلی کہلاتا تھا۔ "ابن بَجَلی۔ بسیار خوش

سلیقہ و موزوں طبع بود ، و بدیہہ گو و مضمون جوئی ، سر انجام نزدِ شمس المعالی قابوس آمدہ و در حاشیہ او قرار گرفت تا آں کہ فروشد " ۔ (تعلیقاتِ ترجمۂ یمینی از دکتر جعفر شعار ص ۵۰۰ ، نیز فتح الوہبی ۱ / ۱۱۵)۔

لله شمسانِ تذکیرٌ لخیر بما ‌‌ ‌‌ و للمؤنثة النقصانُ ملتزمُ

أزری بتلک سناً من غیر معرفتہٖ ‌‌ ‌‌ فیہا و زیّنَ بذا العلمُ و الکرمُ

یا ایّہا الملکُ المیمونُ طائرہٗ ‌‌ ‌‌ و خیر مَن فی الوری یمشی بہ القدمُ

لوکنت من قبلُ و ترعانا و تکنفنا ‌‌ ‌‌ لما تہدّی الینا الشیبُ و الہرمُ

قابوس کی مدح میں لکھے ہوئے اس قصیدے کے صرف یہی چار شعر فتح الوہبی ۱ / ۱۱۵ اور ترجمۂ تاریخِ یمینی از جرباد قانی ص ۵۳ میں مل سکے۔

۹۔ ابراہیم بن ہلال الصابی :

الصابی نے قابوس بن وشمگیر کے ایک مکتوب (جو کمال البلاغۃ للیز دادی میں نہیں اور جس کی تین سطریں ابن اسفندیار نے درج کی ہیں) کے جواب میں جو طویل مراسلہ قابوس کو بھیجا تھا اس کی ابتداء میں صابی کے حسب ذیل سات شعر جو قابوس کی مدح میں ہیں ، درج ہیں :

العدم نلتُ مدی الآمال و الہمم ‌‌ ‌‌ اذ عدّنی مفخر الاملاک فی الخدمِ

شمس المعالی و فخر الدہر و الامم ‌‌ ‌‌ و مبدع المجد و الا فضال و النعمِ

ومن ہوی کلّ فنّ فاستبدّ بہ ‌‌ ‌‌ فصارَ فیہ امام الخلق و الامِمِ

وفاقَ کلّ الوری علماً و معرفۃً ‌‌ ‌‌ حتی غدالہمُ فی العلم کالعلمِ

ولم ینل أحدٌ فی الارض مذ خلقتْ ‌‌ ‌‌ مانالَ بالمرہفین السیف والقلمِ

فصرتُ فی قمّۃ الجوزاء معتلیاً ‌‌ ‌‌ اخطو السماکین والعیّوق بالقدمِ

(ابن اسفندیار کاتب : تاریخِ طبرستان ۱ / ۱۴۵)۔

۱۰۔ ابو سہیل صعلوکی :

امام ابو سہیل صعلوکی کا مختصر سا ذکر دولت شاہ کے تذکرے میں دیکھنے میں آیا۔ " ابو سہیل صعلوکی کہ دران حین اقضی القضاۃ خراسان و سراہ روزگار بودہ ، در مدایح امیر قابوس قصاید و تصانیف دارد " (تذکرۃ الشعراء ص ۵۶) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صعلوکی کی قابوس کی مدح

میں صرف منظومات ہی نہیں ہیں بلکہ کچھ تصانیف بھی ہیں۔ کتابیں تو کتابیں راقم الحروف کو تلاش کے باوجود نہ اس کی نثر کا کوئی ٹکڑا ملا نہ اس کا منظوم کیا ہوا کوئی مقطوعہ ۔ صعلوکی ، حکیم ناصر خسرو کے دوستوں اور اس کے ہی خواہوں میں تھا ، اس سے ایک ملاقات کا بھی حال دولت شاہ نے لکھا ہے (دیکھیے ص ۲۰) عربی مصادر وفیات الاعیان ۴ / ۲۰۴ ، کتاب الانساب للسمعانی میں ان کا نام ابو سہیل محمد بن سلیمان الصعلوکی درج ہے' اصفہان میں پیدا ہوئے اور نیشا پور میں انھوں نے زندگی گزاری۔ سالِ وفات ۲۹۶ھ اور سالِ وفات ۳۶۹ھ ہے۔ عتبی نے ان کی تعزیت میں دو شعر لکھ کر ان کے بیٹے ابو الطیّب الصعلوکی کو بھیجے تھے وہ ابن خلکان نے نقل کیے ہیں۔ ۲ / ۴۳۲ ۔

طبقات الشافعیۃ للاسنوی ۲ / ۱۲۴ ، الوافی ۳ / ۱۲۴ ، یتیمۃ الدھر ۴ / ۴۱۹ طبقات الشافعیۃ لابن قاضی شہبۃ ص ۷۰ ، النجوم الزاہرۃ ۴ / ۱۳۶ میں الصعلوکی کے حالات درج ہیں۔

۱۱۔ البدیہی :

یاقوت نے ابوحیّان التوحیدی کے حوالے سے بدیہی کا قول نقل کیا ہے : مدحتُ وشمگیر بمدائحَ فاحَت رَیّا ہا شرقاً و غرباً ، بعداً وقرباً فما اثابنی علیہا الا بشیئٍ یسیر " میں نے قابوس وشمگیر کی مدح میں اتنے اور ایسے قصاید لکھے جن کی خوشبو مشرق و مغرب' قریب و دور ، ہر جگہ پہنچ گئی ہے ، لیکن اس کا صلہ مجھے بہت معمولی ملا۔ (معجم الادباء ۱۶ / ۲۳۰)۔

اب قابوس کے بارے میں فارسی شعراء کے تأثرات پڑھیے :

۱۲۔ ابوالقاسم زیاد بن محمّد القمری الجرجانی المازندرانی :

بتے ، کہ سجدہ بردپیش روی او بتِ چین	خیالِ او بود اندر بہشت نورالعین
الف بقامت و میمش دہان و نونش زلف	بنفشہ جعد و برخ لالہ و زنخ نسرین
بزلفش اندر مشک و بمشکش اندر خم	بچینش اندر تاب و بتابش اندر چین
میانِ حلقۂ زلفش معلّقست دلم	مثال آنکہ میانِ فلک ہوا و زمین
ز بادۂ لب او تلخیست عہدۂ من	روا بود ، کہ بود تلخ مے بہ از شیرین
خرو ستد زمن او جو نشۃ از معاند جان	دلم کشد زمن او چو نشۃ از تف مے کین
مرا و صد چو مرا دل سپردن آیینست	زبہر آنکہ ورا دل ربودنست آیین
زنامِ تو نتوان آفرین گسست چناں	گسست نتوان ازو نام دشمنت نفرین

فارسی کا یہ شاعر معروف نہیں ہے ۔ عوفی نے صرف اسی قدر لکھا ہے : " قمری ۔ قمرِ آسمان فصاحت بوده است ۔ سخن او بغایت عالی و جلوه گر مفاخر شمس المعالی ۔ و در قصیدۂ در مدح اومی نویسد : پھر مندرجہ بالا آٹھ شعر درج کیے ہیں۔ حالات و اشعار کے لیے دیکھا جاتے احوال و اشعار رودکی ص ۱۳/۲ ۔ ترجمان البلاغہ۔ کتاب نصیحت نامہ معروف بقابوس نامہ بامقدمہ و حواشی سعید نفیسی (تہران ۱۳۱۲ھ) ص ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ و تعلیقات سعید نفیسی برلباب الالباب عوفی ص ۶۵۳۔

۱۳۔ ابوبکر محمد بن علی الخسروی السرخسی الحکیم :

یہ عربی اور فارسی دونوں زبانوں کے شاعر تھے ۔ عوفی رقم طراز ہے: " خسرو ملک سخن بود ۔ در عرصۂ علای امیر شمس المعالی کارہا داشتہ و درخدمت صاحب کافی الکفاۃ روز بازارہا دیدہ و آن یگانہ ۔ چنانکہ در طبقاتِ شعرای عجم مشہور است و در ورقاتِ فضلای عرب مذکور است"۔ عوفی نے اس قصیدے کے چار شعر درج کیے ہیں جو شاعر نے قابوس بن وشمگیر کی مدح میں لکھے ہیں۔

تاکے نالی زعشق ؟ تاکے نالی ؟ — سود ندارد گریستن ۔ چہ شگالی؟
حلقۂ زلفت ہمہ قصیدۂ عینی — حلقۂ جعدت ہمہ قصیدۂ دالی
چشمِ سیاہت با سپر غمی ماند — زر بمیانہ ۔ ہمہ کرانش لالی
نیست بخوبی ترا نظیر و کسے نیز — نیست بچیزے نظر شمسِ معالی

(عوفی ۔ لباب الالباب ص ۲۵۶۔ مجمع الفصحا ۱/۳/۱۱۴۲)۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے ۔ یعنی قابوس بن وشمگیر کے بارے میں پچھلے صفحات میں جو کچھ لکھا گیا ان میں سے بنو زیار کے ایک فرماں روا ۔ اپنے بھائی ظہیرالدین ابومنصور بہستون کے جانشین ۔ جرجان اور طبرستان کے والی ۔ فوجی امور کے ماہر ۔ آزمودہ جنرل ۔ مدبّر اور ایک سیاست داں کی حیثیت سے پیش کیا گیا ۔ اور اس کے معاصرین و متاخرین کے کچھ منظوم و منثور تاثرات پیش کیے گئے ۔ لیکن ہمارے نقطۂ نظر سے اس کی اہمیت یہ ہے کہ وہ زبردست عالِم ۔ نجوم و فلکیات اور متعدّد علوم و فنون کا ماہر ۔ اہم انشا پرداز اور ایک نغز گو شاعر تھا ۔ وہ اپنے وقت کے اہم عالموں ۔ شاعروں کا سرپرست بھی تھا ۔ ابوالریحان محمّد بن احمد البیرونی (مُتوفّی ۴۴۰ھ) سے اس کے گہرے تعلقات تھے۔ اس نے کتاب " الآثار الباقیہ " اسی قابوس کے لیے لکھی تھی۔ اس کی ان صفات کی طرف کم توجہ کی گئی ہے۔ مستشرق ہوار کا انسائیکلوپیڈیا

آف اسلام میں اس پر ایک مختصر سا مضمون درج ہے جس میں اس کے خاندان ، اس کی فرماں روائی، جنگ و جدل اور پھر معزولی کے ذکر کے بعد صرف حسب ذیل ایک سطر ملتی ہے:
" وہ مختلف علوم خصوصاً نجوم سے واقف تھا، کئی مختصر رسائل اور فارسی و عربی نظمیں اس کی یادگار ہیں۔ وہ ایک ممتاز خوش نویس بھی تھا" (اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ ۶/۱۶) ۔ قابوس پر کوئی کتاب یا علمی تحقیقی مقالہ تو کیا، یاد نہیں آتا کہ یورپ ، شرقِ اوسط یا ایشیا میں کوئی اچھا مضمون بھی کبھی شایع ہوا ہو۔

قابوس چوتھی صدی ہجری کی پیداوار تھا ، پانچویں صدی کا ابوالنصر محمدّ بن عبدالجبار العُتبی (مُتوفّی ۴۲۷ھ) پہلا مُصنّف ہے جس نے اس کا ذکر " تاریخِ یمینی" میں کیا ہے اور قدرے تفصیل سے ۔ پھر ابومنصور الثعالبی (متوفی ۴۲۹ھ) ہے جس نے " یتیمۃ الدھر فی شعر اہل العصر" میں اس کا ترجمہ ایک علیحدہ باب میں درج کیا اور اس کی نظم و نثر کے کچھ خوب صورت نمونے پیش کیے۔ ثعالبی نے قابوس کے حالاتِ زندگی نہیں لکھے کس واسطے کہ وہ اس پر ایک مستقل کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ (و آنَ لی اَن اعملَ کتاباً فی اخبارہ وسیرہ ، و ذکر خصائصہ و مآثرہ ، التی تفرّدَ بہا عن ملوک عصرہ " (یتیمہ ۲۸۸/۳) ، اگر ثعالبی کا ارادہ فعل کی شکل اختیار کر سکا تو اس کے کسی نسخے کے وجود کی اب تک بھی اطلاع نہیں ہے ۔ ساتویں صدی ہجری کی لکھی ہوئی کتاب " تاریخِ طبرستان" مؤلفہ بہاء الدین محمدّ بن حسن بن اسفندیار کاتب جس کا سالِ تالیف ۶۱۳ھ ہے اور نویں صدی کے سیّد ظہیرالدین بن سیّد نصیرالدین مرعشی (مُتوفّی ۸۹۲ھ) کی تصنیف " تاریخِ طبرستان و رویان و مازندران" (سالِ تالیف ۸۸۱ھ) میں قابوس کی زندگی اور کارناموں پر کچھ روشنی پڑتی ہے ، بعد کو محمدّ عوفی اور دولت شاہ سمرقندی کے یہاں بہت اختصار سے قابوس کا ذکر ملتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں مُصنّفین کے سامنے العتبی اور الثعالبی کی مذکورۂ بالا تصانیف کے علاوہ معلومات کا کوئی اور قابلِ ذکر ذریعہ نہیں۔ اس طرح ان دونوں تصانیف میں قابوس کے متعلّق کوئی نئی اور اہم اطلاع نہیں ملتی۔

عوفی ، قابوس کے ترجمے میں لکھتا ہے: " فضلای روزگار و مردانِ روزگار از تیغِ زبانِ او سر بخط آوردہ ، ورسایلِ تازی و قصائدِ عربی کہ او پرداختہ است دیباچۂ دفترِ فضائل است و مشاعرات بااستاد ابوبکر خوارزمی مشہور" (لباب ص ۳۰)۔

یاقوت الحموی (مُتوفّی ۶۲۶ھ) تیسرا مؤرّخ ہے جس نے قابوس کے حالات قدرے تفصیل سے لکھے ہیں اور اس کی نثر و نظم کے کچھ نمونے بھی پیش کیے ہیں ۔ وہ اس کے بارے

میں لکھتا ہے : " کان فاضلاً ادیباً مترسلاً ، شاعراً ظریفاً ، ولہ رسائل بایدی الناس یتدا ولونہا (معجم الادباء ۱۶/۲۲۰)۔

محمدؒ عوفی نے قابوس کے عربی مراسلات اور عربی قصاید کو " دیباچۂ دفترِ فضائل" کہا ہے۔ اس نے ایک حکایت بھی نقل کی ہے کہ ایک بار اس کے امرائے دولت میں سے دو نے سرکشی و نافرمانی کا اظہار کیا ۔ قابوس نے اپنے دبیر سے کہا کہ وہ ان کے نام ایک مراسلہ لکھے انھیں نصیحت کرے اور مشورہ دے کہ سرکشی سے باز رہیں اور اطاعت گزار بن جائیں۔ اس کا دبیر ایک لمبی چوڑی تحریر لکھ کر لایا جو قابوس کو پسند نہیں آئی۔ اس نے دوات و قلم منگوا کر اسی کاغذ کے حاشیے پر یہ شعر لکھ دیا اور حکم دیا کہ اسی کو بھیج دیا جائے:

لاتعصینّ شمس العلیٰ قابوساً فمن عصَیٰ قابوس یلقی بوسَا

اس شعر میں تجنیس کا بھی لطف ہے اور مقصد کی شرح و وضاحت بھی کس خوب صورتی اور ایجاز سے ہو گئی ہے۔

دولت شاہ ، قابوس کے بارے میں لکھتا ہے : " پادشاہے دانا و عالم و عادل و فاضل بودہ است ، حکماء و علماء را موقّر داشتے و اشعار عربی و فارسی بسیار گفتہ" (تذکرۃ الشّعراء ص ۵۵)

ابن اسفند یار کہتا ہے کہ جو شخص قابوس کی جلالتِ قدر جاننا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ ثعالبی اور عتبی کی کتابوں کا مطالعہ کرے " تا غزارت فضل و سخاوت و بذل و کمالِ عقل او بداند ، چہ نثر او فراید فواید و نظم اوقلاید ولاید ایست"۔ (تاریخِ طبرستان ص ۱۴۲)۔

تاریخ یمینی کا فارسی مترجم ناصح بن ظفر جربادقانی ، اپنے تأثرات کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے: " در فنون علم و ادب متبحّر و در جمع میان ذرابت شمشیر و ذلاقت قلم منفرد ، و رسایل او در اطراف و اکناف عالم مشہور و مذکور ، و کمالِ براعت و بلاغت او در تزیین و تحسین مقالات خویش معروف " (ترجمۂ تاریخِ یمینی ص ۲۴۵)۔ تاریخِ یمینی اور اس کے اس فارسی ترجمے میں قابوس کے عربی رسالہ در ذکرِ صحابہ و تفضیلِ خلفاء" (کہ لمعہ ایست از بوارق بنان و زہرہ ای از حدایقِ بیانِ او) کا مکمّل متن نقل کر دیا ہے ۔ اس رسالے کا متن ابن اسفند یار کی تاریخِ طبرستان میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

ابوالحسن عبدالرحمن بن علی الیزدادی نے قابوس کے مراسلات و مکتوبات اور دوسری تحریرات کو جمع کرکے مُرتّب کرنے کی پہلی بار کوشش کی۔ اس کا نام " کمال البلاغۃ" رکھا، اس کا دوسرا نام " قراین شمس المعالی" ہے لیکن یہ مجموعۂ تحریراتِ قابوس اپنے پہلے نام

سے زیادہ مشہور ہے۔ اس میں ابن العمید، الصاحب بن عبّاد کے نام قابوس کے مکاتبات ہیں اور بن عبّاد کے جوابی مراسلے۔ اس میں کچھ اور رسایل "فلسفہ و نجوم و اخوانیات و بشایر و فتوح و واقعات" کے سلسلے میں بھی ہیں اور بہت اہم ہیں۔ بقول محمّد عوفی، جس نے "کمال البلاغۃ" کا مطالعہ کیا ہے، وہ جانتا ہے کہ "حدّ فضل او تا کجا باشد"۔ (لباب ص ۳۱)۔

ہمیں الیزدادی کا مرہونِ منّت ہونا چاہیے جس نے قابوس بن وشمگیر کی تحریرات کی قدر پہچانی، جو کچھ مل سکا انھیں محفوظ کیا اور شاید پہلی مرتبہ قابوس کی علمی و ادبی صلاحیتوں کا اندازہ لگانے کی کوشش کی۔ وہ لکھتا ہے: و انا اُقول بلسانِ مطلق اَنّ اَحداً لم یسمع کلاماً باللغۃ العربیۃ مثل رسائل قابوس فی الفصاحۃ و الوجازۃ والروعۃ والعذوبۃ و اعتدال الاقسام، و استواء الاوزان و اتساق النظم و ابداع المعانی و غرابۃ الاسجاع مع سہولۃ الالفاظ و امتزاج الحروف المتجانسۃ ولیس وراء۔۔ذلک نہایۃ" (تاریخ طبرستان ص ۱۴۲)۔

☆ ☆

قابوس بن وشمگیر جیسا کہ لکھا جا چکا عربی زبان کا بے مثال انشاء پرداز تھا اور عربی و فارسی دونوں زبانوں کا ایک قادر الکلام شاعر۔ افسوس ہے کہ اس کی بیشتر تحریرات نظم و نثر ضایع ہو گئیں۔ جو باقی بچ گئی ہیں وہ اس کے قلم سے نکلی ہوئی تحریروں کا شاید عشرِ عشیر بھی نہیں۔ راقم الحروف کو اس کی فارسی نثر کا کوئی نمونہ دستیاب نہ ہو سکا، فارسی شعر بھی بہت کم تعداد میں ملے۔ اس کے عربی اشعار بھی بہت کم دیکھنے میں آئے۔ جو کچھ ہمارے سامنے ہے وہ اس کی عربی نثری تحریرات ہیں، وہ بھی الیزدادی کی کوششوں کی بدولت۔ اگر وہ قابوس کی کچھ تحریرات کو مدوّن کرکے کتابی شکل میں کمال البلاغۃ میں پیش نہ کرتا تو یہ تحریریں بھی ضایع ہو جاتیں۔ جو تحریریں اس کتاب میں درج ہونے سے رہ گئیں، گمانِ غالب ہے کہ ان کا بیشتر حصّہ ضائع ہو گیا۔ قدیم مصادر میں جو کچھ ملتا ہے ہماری کوشش ہے کہ انھیں تلاش کرکے ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ یاقوت الحموی کے زمانے تک اس کی عربی تحریرات عام طور پر ملتی تھیں: ولہ رسائل بایدی الناس بتدا و لونھا، وکان بینہ و بین الصاحب بن عبّاد مکاتبۃ (معجم ۱۶/۲۲۲) اس نے اس کے ایک خط کا متن جو کسی دوست کو لکھا ہے اپنی کتاب میں درج بھی کیا ہے۔ یہ بہت خوب صورت خط ہے جو اس نے اپنی جلاوطنی کے زمانے میں نکبت و پریشانی کے حال میں خراسان سے لکھا تھا۔

اب قابوس کی عربی تحریرات کے کچھ نمونے پیش کیے جاتے ہیں۔ پہلے کچھ فقرات جو

بقول ثعالبی ضرب المثل کا درجہ رکھتے ہیں:

- الکریمُ اذا وَعَدَلم یخلفْ واذا نَھضَ بفضیلۃٍ لم یقف۔
- العفوعن الجرم من مواجب الکریم ۔ و قبول المعذرۃ من محاسن الشیم۔
- للدھر طعمان حلوٌ ومرٌّ، وللایّام صرفان عسرویسر۔ (یتیمۃ الدھر ۲۸۸/۳)۔
- الوسائل اقوام ذوی الحاجات ، والشفاعۃ مفاتیح الطلبات۔
- من اقعدتہ نکایۃ الایّام اقامتہ اغاثۃ الکرام۔
- غایۃ کل متحرکٍ سکونٌ ونھایۃ کل متکوّنٍ ان لایکون۔
- حشو ہذا الدھر احزانٌ وہمومٌ و صفوہٗ من غیر کدرٍ معدوم ۔ (خاص الخاص ص ۳۰)۔

اب قابوس کے کچھ عربی رقعات اور مختصر تحریریں:

۱۔ " عادَفلان وقدعلتہ بشاشۃُ النجاح وَدبّت فیہ نشوۃُ الارتیاح ۔ تلوحُ مَسَرّۃ الیُسر علی جبینہ و تصیحُ بانقضاء العُسراسرۃ یمینہ "۔ (یتیمۃ الدھر ۲۸۹/۳)۔

۲۔ " محالٌ لمن سَمَتْ بہ ہمّتہ ، الی قصد من تغلوعندہ قیمتہ ۔ أن یکون علی غیرہ عُرجتہَ ۔ و لبیت مَن سواہ زیارتہ و حجّتہ "۔ (تاریخ الیمینی ، فتح الوہبی ۲/ ۲۶ ، یتیمۃ الدھر ۲۸۹/۳) ترجمۂ تاریخِ یمینی ص ۲۴۸ میں یہ تحریر درج ہے لیکن روایت میں اختلاف کے ساتھ یہ عبارت درج کرنے سے پہلے مترجم جرباذقانی نے لکھا ہے : " واین فصل بعضے از فاضل باستدعای او نوشتہ است"۔ ثعالبی نے خاص الخاص (ص ۲۸۵) میں بھی یہ رقعہ اختلاف روایت کے ساتھ درج کیا ہے اور اطلاع دی ہے کہ یہ رقعہ قابوس نے ابوعبداللہ الباہلی البصری (مُتوفّی ۲۰۵) کے نام لکھا ہے۔

۳۔ " حشو ہذا الدھر ۔ أطالَ اللہ بقاءَ مولایَ۔ أحزانٌ وہمومٌ ، و صفوہُ من غیر کَدَر معدومٌ ، فما اولاہُ۔ أیّدہ اللہ ۔ بان یتأمّل أحوالہ ، ویَستشفَّ ضروبَہ و أحکامَہ ، فإن وجد أحداً سَلِمَ من وَجدٍ اوعَرِیَ من فقرٍ یقی خلاف المعہود ، وحقّ لہ التأسّی علی المفقود ، وإن علم انَّ الخلق فیہ شرعٌ وأنّ الباقی للماضی تبعٌ قدّمَ من السلوۃ والصبر ، م الا بدّ من المصیرالیہ آخرالامر ، لیحصل لہ الثواب والاجر ، والسلام"۔ (معجم الادباء ۲۳۰/۱۶) یہ خط کسی کو تعزیت نامے کے طور پر لکھا گیا ہے۔

۴۔ " أمّا إعجاب ذٰلک الفاضل بالفصول التی عرضتنا علیہ ، فلم یکن علی ما أحسب الا لخلّتہٍ واحدۃٍ وہی انہ وَجدَ فناً فی غیر اہلہ فاستغربہ ، وفرعاً غیر أصلہ فاستبعدہ ۔ وقد یستعذب ... الفرت من فمِ الزعاق ، ویستطاب العسلُ من مجّ النساق ، فکذلک فیما اقدمت علیہ من بسط اللّسان

بحضرته، و إرخاء، لعنان فيه، بمشهده۔ کنت کمن صالب بوقاحة الحجر، وحاتن بقباحة القمر۔ ولا کلام فيما مضى ولا عتب فيما انقضى"۔ (يتيمة الدهر ۲۸۹/۳) ، ابن اسفنديار : تاریخِ طبرستان ص ۱۴۳ باختلاف روایت)۔

قابوس کا یہ مکتوب عبدالسلام وکیلِ صاحب بن عبّاد کے نام ہے۔ مکتوب میں " ذلک الفاضل" کا اشارہ صاحب بن عبّاد کی طرف ہے۔

۵۔ قابوس کا حسبِ ذیل مکتوب الصابی کے نام ہے۔

" و کانّی بالاستاذ اذا قرأ کتابی ہذا یقول أیّ نسبٍ من الانساب بین قابوس والاسطرلاب ، وأیّ سببٍ من الاسباب یحملہ علی تعاطی ہذا الکتاب و مکاتبۃ ابلغ الکتّاب و بلّا اقتصر علی التراس و الزانات ولم یتخذّ الأسطرلابات آلالات ۔" (ابن اسفندیار : تاریخِ طبرستان ص ۱۴۴)

قابوس کے حسب ذیل دو مراسلے بعض مصادر میں ملتے ہیں:

۱۔ رسالۃ فی الترجیح بین صحابۃ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم۔

یہ رسالہ جو خلفای ثلاثہ رضوان اللہ الاجمعین کی تفصیل کے موضوع پر ہے ، تاریخِ یمینی میں درج ہوا ہے اور یہیں سے اس کی شرح فتح الوہبی ۲ / ۱۸ ، اور جربادقانی کے ترجمہ تاریخِ یمینی (ص ۲۴٦) میں نقل ہوا ہے۔ ابن اسفندیار کاتب اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے: " و فصلے است قابوس شمس المعالی را در تفضیل عمرو ابوبکر و عثمان و امیرالمومنین علی ، داد بلاغت و فصاحت در آن رسالت دادہ چنانکہ شیوۂ ترسّل قابوس بود"۔ (تاریخ طبرستان ۹۸/۱) ۔ مُصنّف نے اس بات کی اطلاع دی ہے کہ المویّد باللہ عضدالدولہ سیّد ابوالحسین (مُتوفّی ۴۲۱ھ) نے قابوس کے اس رسالے کا جواب اس طور پر لکھا تھا اور ایسے قاطع حجج و دلائل پیش کیے تھے کہ " اگر گویند معجزاست بعید نبود۔" المویّد باللہ قابوس کے معاصر تھے اور اس عہد کے معروف شیعی عالم۔ ان کا رسالہ شاید محفوظ نہیں رہا۔

" جمہرۃ الاسلام ذات النثر والنظام " اہم اور نادر تحریرات نظم و نثر کا ایک مجموعہ ہے جسے مسلم بن محمد الشیزری (متوفّی بعد ٦۲۲ھ) نے مرتّب کیا ہے۔ اس میں پہلی صدی ہجری سے چھٹی صدی تک ہجری مُصنّفین و شعراء اور انشاپردازوں کی تحریرات نثر و نظم جمع کی گئی ہیں۔ اس کا نسخہ منحصر بفرد لائیڈن یونی ورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے۔ اس پر راقم نے انگریزی میں ایک تفصیلی مضمون لکھا ہے جو آج کل زیر طبع ہے۔ اس مجموعے میں قابوس بن وشمگیر کی لکھی ہوئی متعدّد تحریریں ہیں جو مطبوعہ و غیر مطبوعہ مصادر میں نہیں ملتیں۔ اس لیے بے حد اہم ہیں۔

یہاں اس کی دو تحریریں پیش کی جاتی ہیں۔ متن کے بعض الفاظ کی خاطر خواہ تصحیح نہیں ہو سکی ہے۔

فصولٌ لقابوس بن وشمگیر

۱۔ کتب الی الامیر فخرالدولہ :

ما أشبہَ وعدُ مولای الأمیر فی الخلاف الاکثر الخلاف اخضرَ فی العین ، ولا ثمر فی البین ولاخیرَ فی الوعد، ولا انجازَ من بعد وعدو الوعدُ کالرّعد ، مالہ خَطَرٌ عندی اذالم یتلُہُ مَطَرٌ وقد کان فی جیرتنا بجیلان فتیٌ فارہُ الافراس حَسَنُ اللّباس، لایعدُّ فی النّاس۔ فلا تظن انّ الامارۃ ثوبٌ سقلاطونیٌّ، ولا تقدّرْ انّ الانسانیۃ ثوبانِ من عَدَن ولا قصبان من لُبَن۔ لکنّ الامارۃَ من ورآء ہذا الصّفِّ ومن خلف ہذا وصف۔

اب اس مکتوب کے بارے میں بعض گزارشات پیش کی جاتی ہیں۔ یہ تحریر ثعالبی کی طرف بھی منسوب ہے۔ ابوالحسن بن علی بن رکن الدولہ ، عضدالدولہ (مُتوفّی ۳۷۲ھ) کا بھائی اور قابوس بن وشمگیر کا داماد تھا۔ سالِ وفات ۳۸۷ھ یا ۳۸۵ھ۔

الخلاف : درخت بید۔ البیرونی نے اس پر قدرے تفصیل سے لکھا ہے اور ابونصر العتبی ، عمر المطوعی اور ابوالفضل المیکالی کے اشعار بھی درج کیے ہیں (کتاب الصیدنہ ص ۲۵۴، ۲۵۵)

سقلاطون : " نوعے پارچۂ ابریشمی زردوزی شدہ کہ آن را در بغداد می بافتند و شہرت بسیار داشتہ ۔ در قرونِ وسطیٰ این کلمہ در تمام اروپا معمول بودہ ۔ (حاشیہ برہان قاطع ۱۱۰۸/۲) نیز دیکھیے لسان العرب ۳/۱۲، ، یاقوت الحموی کی معجم البلدان ۸۲۲/۱ اور دوزی کی المعجم ۶۶۳/۱۔

تونہ : مصر کے علاقے کا ایک جزیرہ جو تنّیس اور دمیاط کے قریب واقع ہے۔ اسے عمیر بن وہب نے فتح کیا تھا ۔ یہ شہر عمدہ اور قیمتی کپڑے کے لیے مشہور ہے۔ معجم البلدان ۹۰۱/۱ یہاں کے کپڑوں کے بارے میں محمد بن عمر المطرّز البغدادی نے بہت خوب صورت شعر لکھے ہیں۔

خِطط مقریزی ۱۸۱/۱ بھی دیکھی جاسے ۔ R. B. Sargent کی کتاب Islamic Textiles اور فنون اسلامی کے رسالے Ars Islamica جلد ۸، ۹ میں بہت قیمتی معلومات ہیں۔

عدن بھی قدیم زمانے سے کپڑوں کے لیے شہرت رکھتا ہے۔ یمنی چادروں کی دور دور تک شہرت تھی۔

(a) سنائی (متوفی بعد ۵۲۵ھ) کے ایک خط بنام خواجہ احمد بن مسعود میں یہ فقرہ اس طرح آیا ہے : خضرۃٌ فی العین ولا ثمرۃٌ فی البین (مکاتیب سنائی ص ۲۵)۔ یہ ثعالبی کی روایت کے مطابق ہے۔

٢- إلى بعض الكتّاب وكان قد أهدى له دواةً جعلَ داخلها قلماً و سكيّناً و مِقّطاً أطالَ الله بقاءَكَ يا سيّدَ أخوانه وزعيمَ خُلّانه ، و أدامَ عزّكَ و عزّى بكَ و غِبطتكَ و غبطتَنى بك ، وتكفل من حظوظ دينك ودنياكَ مايوفى على آمالكَ وآمالَ لكَ التعادى ـ اعزّكَ اللهُ ـ لقاحُ المودّة و رباطُ المحبّة وسبيلُ المواصلة و دليلُ عالى الاسمِ بيّن الدّلالة وهو وصيّة الانبياء وسَحنة الحكماء وتصادق الأصفياء والعهد المانوسُ بهِ والبرّالموصولُ عليه والوَصْلُ المسكونُ إليه ـ قالَ رسول الله صلى الله عليه وسلم ، تهادَوا تحابّوا ، وقالَ اميرالمؤمنين عليه السّلام ، الهدية امام الحاجة ـ وقال ابن عباس ، الهديةُ تورثُ المَودّةَ وتجدّدُ الاخوّةَ وتذهبُ الضغينة ـ وقالت عائشه رضى الله عنها ، اللّطفةُ عطفةٌ ـ وقالت الحكمآء ، الهدايا ولايا القلوب ـ (كُلٌّ يَعمَلُ عَلَى شاكلته) وتهدى على حُسن مقدرته ومقدار حالته ـ وأحسن ماتهودى به ـ أعزّكَ الله ـ ما دخلَ فى جُملة المهدى اليه وكانَ من أدواته وآلات صناعتِهِ ولما كنتَ ـ أيّدَك الله ـ قريعَ اوجهِ الرياسات حليف أشرف الصّناعات كتابةً يعلو فها يَدُك وذكرُك ، ويطولُ بها على مطا ولكَ و مساجلكَ وتقضى بها الى قضاءٍ من النّفاذ والبلاغ تَمتدُّ فيه شأوكَ وتفوز فيه باعكَ ، تامّلتُ مايقربُ لى مجلسُكَ وتباشره يمينُك ويكون فيه مجرى حَلّك وعقدكَ و مصادر أمركَ ونهيك ـ و مقاسم ايرادكَ و أصدارك ـ و منافعَ نفعك واضرارك ـ فأهديتُ دواةً جامعةً للصّفاتِ سالمةً من العاهات مخلّصةً من ألاين زنجيّةَ الانساب من بغية الكتّاب ، ذات حوضٍ عميقٍ وحاجبٍ وثيقٍ وسُكرجةٍ رَحراحةٍ وحُقةٍ فى الرّاحة ر طبقٍ مهندمٍ و عارضٍ مُقوّمٍ مسكوّةٍ من خالص اللحين رائعاً انيقاً يَلمعُ فى سوادهالمعانَ البيض فى معركِ الأقران والشيب فى لمم الشبّان والبرق فى عارضٍ من رقراقٍ ـ وقالَ :

أمُّ النّدى والرّدى سودآءَ تحسبهَا … من حسنها دُميةٌ صيغت من السنَجِ
يحكى سناحلّها برقاً تبسّم فى … جُنح الظّلام وليلٍ دامس اللّجَجِ
اوغرّة الأدهم المزهوّ فى حَضَرٍ … أوملتقى كحل العينين بالدَعجِ
تمدُّ منها حِباً تحيا العفاةُ به … وللعداة سماماً أودمَ المُهجِ

فيها قلمٌ قويمُ الأنبوب صميمُ المَعجَم شديدُ الاستوآء حسنُ الامتلاء ذو وسمٍ كجلد الارقم وحوفٍ كلون العندم بريتهُ فاطلتُ جِلفتهُ واتممتُ قَطّتَهُ و خفّفت شقّتهُ ،

من النّطق الخرس التّى تجتلى بها … سر نجيّةٌ بيضاً و خطيّةٌ سُمرا

تنثرُ في بطن القراطيس دائمــاً　　باُطرا وبا دُرّاً ، وتودعها سحْـرا
شامية الاُحساب تولــى عهادُهــا　　باُودية تحتلّ اُسبابها مصـــــرا
اذا ما اعتلَتْ من سرّكفّکَ عرشهــا　　تفيدُ بها عمراً ، وتفنى بها عمراً

مقرون بسكين عسفه الحديدة وثيقة الشعيرة محكمة النصاب ، جامعة الاسباب ذات حِليةٍ و شورةٍ و شوكة مطرورة وسيلانٍ مستايع ومُتسنٍ لاصحٍ لعبد بها السنونَ والأعوام ويُبرى بها الأقلام ، ويفرى بها الاوهام

لوكنت سخى بها يوماً على حجــرٍ　　لقــدت ملمــى ذلکَ الحجــــرِ
لو كنتَ تبرى بها متن الحديد لما　　أبقت على متنه يومــاً ولــم تذرِ
اُمضىَ من النّار عند البرى في يبسٍ　　الحلفا اوفي هشيــم الزّرع والشّجَرِ
طريفـة القدّ تلهى عين صاحبهــا　　مطبوعة الخلق من صمصامه ذكر

ومقطّ من عاجٍ و آبنوسٍ موثق التركيب معتدل التدليس من نجر صناعٍ احكمُ خرطَه وجوّدَ قلطه واُحسنَ جودَه و نحتَه .

كانّما صاغــه مــــن جلد عقعقةٍ　　اُوجلد اُبيض تبييضاً و تَسويـــــداً
اعارَهُ منه ذهناً حسيـــن اُلفتّـَه　　ولم يَدع فيه اُحكاماً و تجويـــــدا
کقطعةِ اللّيل في قسم البياض على　　عــاجٍ جُبّا متنــه صقلاً و تحديدا
وللنّهــــار سَوادٌ حالکٌ حُنِيـکٌ　　يحکي آسود اذاً اذا قيـس العناقيـــدا

فرأيكد أعزّکَ الله ـ في قبولها ممتوعاً بالسعادة والسّلامة في استعمالها موفّقاً إن شاء الله ـ

قابوس بن وشمگیر کی یہ نادر تحریر ، ہمارے سامنے جو مطبوعہ مصادر ہیں یا غیر مطبوعہ ان میں کہیں دست یاب نہیں ہوئی ـ ہدیے میں دوات قلم اور اس کے لوازم دینا اس عہد کا دستور تھا جس میں یہ تحریر لکھی گئی ، اسی لیے اس موضوع پر نظم و نثر کے متعدد خوب صورت نمونے ملتے ہیں۔ ابوالقاسم الحسین بن علی المقری نے ابوسلیمان بن فہد کو نیروز (نوروز) کے دن پانچ قلم ہدیے میں بھیجے اور اس کے ساتھ جو خط بھیجا تھا اس کا متن ابن حمدون کے التذکرہ (جزو سابع ورق ۱۰۶ ب ـ ۱۰۷ الف نسخۂ اوکسفورڈ (Por ۳۲۸) میں موجود ہے۔ اسی طرح ابن الحرون نے ایک شخص کو کچھ قلموں کے ساتھ جو تحریر بھیجی تھی وہ القلقشندی کی صبح الاعشیٰ ۲/۴۴۳ اور ابن عبدربّہ کی العقد الفرید ۴ / ۲۰۱ (طبع لجنۃ قاہرہ) میں محفوظ ہے۔ قلم پر الصابی

کا رسالہ صبح الاعشیٰ ۲ / ۴۴۲ میں اور اس کا کچھ حصّہ اسی کتاب (۹ / ۱۳۱) اور النویری کی نہایتہ الارب ، ۲۳/۷ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ قلم کے ہدیے پر الصاحب بن عبّاد کی نثر الثعالبی کی یتیمتہ الدہر ۹۳/۳ میں ملتی ہے۔ العقد الفرید ۲۸۵/۶ میں ابوتمّام کے وہ اشعار درج ہیں جو اس نے الحسن بن وہب کو قلم کا تحفہ دینے کےوقت اسے ارسال کیے تھے ۔ قلم کی تعریف میں ابوتمام کے دس شعر خزانتہ الادب ۴۰۲/۱ (طبع دوم) اور امالیِ سیّد مرتضیٰ ۱۰۲/۲ میں دیکھے جائیں۔ اس سلسلے کے دوسرے شعراء کے اشعار بھی موقع کی مناسبت سے ابن عبدربّہ نے پیش کیے ہیں۔ قابوس ہی کا ایک اور نادر اور غیر مطبوعہ رسالہ " فی صفتہ قلم أہداہ الی بعض أخوانہ " کے عنوان سے ملتا ہے، یہ بھی آج تک شایع نہیں ہوا۔ الشیزری نے اُسے محفوظ کر لیا ہے۔

یاقوت نے لکھا ہے کہ قابوس نے قلم اور خط عضدالدولہ کو بھیجا تھا (معجم الادباء ۲۲۵/۱۶)۔

اب تو " دوات" صرف روشنائی دان کو کہتے ہیں لیکن قدما ، قلمدان کے معنی میں استعمال کرتے تھے جس میں قلم ، چاقو ، مِقَط عاج ، آبنوس وغیرہ کا (ایک ٹکڑا جس پر قلم رکھ کر قط لگایا جاتا تھا)۔ وغیرہ ساری چیزیں ہوتی تھیں۔ قابوس کی تحریر کے عنوان سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے ۔ اس زمانے میں " اصحاب الدواۃ" اعیانِ دولت و ارکانِ سلطنت کے لیے مستعمل تھا اور علماء و فقہا و طلّاب کے لیے " اصحاب محابر"۔ ابن العماد کی شذرات الذہب ۳۱۸/۸ میں دو شعر درج ہیں جن میں دوات کے چودہ مشمولات : سیاہی ، روشنائی دان .... وغیرہ کا ذکر ہے۔ دیکھیے یادداشتہائے قزوینی ۸۶/۳۔

حدیث " تہادو تحابّوا " ابن قتیبہ کی عیون الاخبار ۳۴/۳ میں موجود ہے۔ پوری حدیث یہ ہے : تہادو اتحابّوا فانّ الہدیتہ تفتح الباب المصمت وتسلّ سخیتہ القلب "۔ اختلاف الفاظ کے ساتھ یہ حدیث متعدّد کتب احادیث و آداب عربی و فارسی میں ملتی ہے۔

(کلّ یعمل علی شاکلتہ) قرآن ۸۴:۱۵۔

اشعار عربی :

قابوس کے عربی اشعار کا بیشتر حصہ ظاہراً ضائع ہو گیا ، تلاش سے جو چند اشعار ملے یہاں لکھے جاتے ہیں:

(۱)

قل للّذی بصروف الدھر عیّرنا   ہل عاندَ الدھرُ الّامَن لہ خَطَرُ

أما تری البحرَ تعلو فوقہَ جِیَفٌ   وتستقِرُّ بأقصی قَعرِہ الدُّرَرُ

فان تکن نَشَبَتْ أیدی الزمان بنا و مَسّنا من عوادی بؤسہ الضررُ

فضی السماء نجومٌ غیرُ ذی عددٍ ولیس یکسفُ الاّ الشمس و القمرُ

(تاریخ الیمینی ، فتح الوہبی (۳۹۱/۱) ، یتیمۃ الدھر (۲۹۰/۳) ، وفیات الأعیان (۸۰/۴) ، معجم الادباء (۲۲۳/۱۶)۔

شیخ احمد معین بن علی المنینی (متوفی ۱۱۰۳ھ) نے تاریخ الیمینی کے ایک اور شارح مجدالدین کرمانی کا قول نقل کیا ہے جس میں ان شعروں کے حسن وجودت کی بہت تعریف کی ہے۔ المنینی نے اطلاع دی ہے کہ تاریخ الیمینی کے بعض نسخوں میں ان چار شعروں کے ساتھ ایک پانچواں شعر بھی ہے:

علیَّ دفع الأعادی من اماکنھا و ما علیَّ إذا لم یسعد القدَرُ

المنینی نے یہ بھی لکھا ہے کہ کتاب " حلّ الشعر" میں یہ چاروں شعر ، ہارون الرشید کے عہد کے ایک شاعر ابوقابوس النصرانی کے ہیں ۔ افسوس ہے کہ یہ قیمتی کتاب دست بُردِ زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکی۔ آخری دونوں شعر تاریخ جہانگشای جوینی ۱۲۸/۲ میں بھی ملتے ہیں ۔ شاعر کا نام درج نہیں۔ قزوینی نے حاشیے میں لکھا ہے کہ یہ شعر قابوس کے ہیں۔

(۲)

عربی کے مندرجہ ذیل دو شعر بھی قابوس کی طرف منسوب ہیں۔

خطراتُ ذکرکَ تستثیرُ مودتی فأحسُّ منھا فی الفواد دَبیبًا

لاعُضوَلی إلاّ و فیہ صبَابۃٌ فکانّ أعضائی خلقن قلوبا

(یتیمۃ الدھر ۲۹۰/۳ وفیات الاعیان ۸۰/۴ ، معجم الادباء ۲۲۱/۱۶)۔

(۳)

سیّد ظہیرالدین مرعشی (متوفی ۸۹۲ھ) " فصل در ذکر احوال وشمگیر" میں لکھتے ہیں:

عزّالدولہ و مویّد الدولہ نزد قابوس فرستادند کہ او [فخرالدولہ] رانزد ما بفرست کہ تاما یکسالہ مال رَسْتے بتوبدہیم والاّ جنگ را آمادہ باش کہ انیک می رسیم ۔ قابوس جواب درشت فرمود باز فرستاد و تمسک بہ شمشیر و زدبین کرد وگفت :

انی انا الاسد الھزبرُ لدی الوغا اجمی القناد و مخالبی اسیافی

والدھر عبیدی والسماحۃ خادمی الأرضُ داری و الوریٰ أضیافی

(تاریخ طبرستان و رویان و مازندران ص ۱۳۲) ۔ یہاں یہ واضح نہیں کہ یہ شعر قابوس کے ہیں یا اس نے کسی اور شاعر کے شعر موقع کی مناسبت سے پڑھے ہیں۔

(۴)

قابوس کی ایک نادر نثری تحریر جو اب تک پردہ خفا میں تھی پچھلے صفحات میں گزری ۔ اس میں نثر کے ساتھ ساتھ اشعار ہیں ۔ ظاہراً یہ قابوس ہی کے نتائج فکر سے ہیں۔ اگر یہ قیاس صحیح ہے تو قابوس کے دریافت شدہ اشعار کی تعداد میں ۱۶ کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

(۵)

قابوس نے عضدالدولہ کو سات قلم تحفے میں بھیجے تھے اور ان کے ساتھ جو خط بھیجا تھا اس میں تین شعر بھی لکھ کر بھیجے تھے۔

قد بعثنا إلیکَ سبعـةَ أقلا   مٍ لها فی البَهَا حظٌّ عَظیمُ
مُرهَفاتٌ کأنّها ألسُنُ الحیاتِ   قد جَازَ حدَّها التقویمُ
وتفاءلتُ اَن ستحوی الأقالیم   بها کلٌّ واحدٍ إقلیمُ

(معجم الادباء ۱۶/۲۲۵)۔

(۶)

باللہ لاتنتضی یا دولـةَ السَّفل   و قصّری فضلَ ماأرخیت من طول
أسرفتِ فاقتصدی جاوزتِ فانصرفی   عن التهوّرِ ثم امشی علی مَهَل
مُحدَّمونَ و لم تُخدَم أو ائلهم   مُخوَّلون و کانوا أرذلَ الخَوَلِ

(معجم الادباء ۱۶/۲۲۹)۔

(۷)

ذیل کا مقطوعہ قابوس کی پریشانی کے دور کا ہے جب وہ اپنے دارالحکومت سے دور خراسان میں مقیم تھا ۔ کبھی ایک شہر میں رہتا تھا کبھی دوسرے شہر میں ۔ آج نیشاپور میں ہے تو کل بخارا میں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس ابتلا میں بھی اس نے کبھی ہمّت نہیں ہاری۔

لئن زالَ أملاکی وفاتَ ذخائری   و أصبحَ جمعی فی ضمان التفرّقِ
فقد بقیتْ لی همـةٌ ماوراءَ ہا   منالٌ لراجٍ أو بلوغٌ لمرتقی

ولی نفسُ حُرٍّ تأنفُ الضیمَ مرکباً　　وتکرهُ وِردَ المَنہل المتدفقِ

فإن تلفتْ نفسی فللّٰہ دَرُّہا　　وإن بلغتْ ما ترتجیہ فأخلقِ

ومَن لم یردنی والمسالکُ جمّۃٌ　　فأیّ طریقٍ شاءَ فلیتطرّقِ

(معجم الادباء ۱۶/۲۲۸) ۔

(۸)

صاحب بن عبّاد نے قابوس کی ہجو میں کہا تھا

قد قبسَ القابساتِ قابوسُ　　ونجمُہُ فی السماء منحوسُ

وکیف یرجی الفلاحُ من رجلٍ　　یکون فی آخر اسمہ بُوسُ؟

یہ قطعہ تو بعض مصادر میں ملتا ہے لیکن اس کے جواب میں جو دو شعر قابوس نے لکھے تھے اسے غالباً الصاحب بن عبّاد کی جلالتِ شان کی وجہ سے مؤرّخین نقل کرتے ہوئے کتراتے ہیں:

مَن رامَ أن یہجو ابا قاسمٍ　　فقد ہجا کلَّ بنی آدمٍ

لأنّہ صُوّرَ من مضغۃٍ　　تجمّعت من نطف العالمِ

(معجم الادباء ۱۶ / ۲۳۱)

علمِ نجوم: قابوس کو علمِ نجوم سے بھی گہری دلچسپی تھی۔ اسے نجوم ہی سے اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ اس کی موت اس کے بیٹے کے ہاتھ ہو گی۔ لیکن وہ اس بات کا قیاس نہیں لگا سکا کہ اس کے دو بیٹوں میں سے کس کے ہاتھ اس کی موت واقع ہو گی۔ اس کا ایک بیٹا تھا دارا اور دوسرا منوچہر۔ دارا سرکش اور نافرمان تھا، اسے اس نے احتیاطاً اپنے سے دُور دُور رکھا اور منوچہر کو اپنے سے قریب رکھا کہ وہ مطیع اور فرماں بردار تھا۔ قضا و قدر کا فیصلہ دیکھیے کہ اس کی موت اسی منوچہر کے ہاتھ ہوئی جسے وہ محبوب رکھتا تھا۔

اشعارِ فارسی: ذیل میں قابوس کے فارسی شعر جو مل سکے ہیں درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ عوفی رقم طراز ہے: و او را شعر پارسیست، بغایت لطیف و کمالِ قدرِ او ازین یک قطعہ کہ گفتہ است واضح و لائح می شود:

(۱)

کار جہان سراسر آزست یا نیاز　　من پیش دل نیارم آز و نیاز را

من بیست چیز را ز جہان برگزیدہ ام — تاہم بدان گذارم عمر دراز را
شعر و سرود و رود و مئے خوشگوار را — شطرنج و نرد وصید گہ و یوز و باز را
میدان و گوے و بارگہ و رزم و بزم را — اسپ و سلاح و خودودعا و نماز را

عوفی اس قطعے کو نقل کرکے لکھتا ہے: ازراہ انصاف اگر کسے درین قطعہ بنگرد بر کمال علوّ ادب و وفور فضل و حسن اعتقاد و یمن ہمّت این امیر بزرگوار وقوفے باید" (لباب الالباب ص ۳۱)۔

(۲)

پھر اس نے قابوس کے دو شعر اور ایک رباعی نقل کی ہے:

شش چیز دران زلف تودارد معدن — پیچ و گرہ و بند و خم و تاب و شکن
شش چیز دگرنگر وطنشاں دل من — عشق و غم و درد و کرم و تیمار و حزن

(۳)

گل شاہ نشاط آمد و مے میر طرب — زان روے بدین دوی کنم عیش طلب
خواہی کہ درین بدانی اے ماہ سبب — گل رنگ رخت دارد و مے طعم دولب

(لباب ص ۳۱)

غالباً قابوس کے فارسی میں یہی چھے شعر محفوظ رہے ورنہ لباب الالباب کے مصحّح اوّل مرزا محمد قزوینی اور سعید نفیسی جنھوں نے اسے دوبارہ مرتب کرکے اپنی تصحیحات و تعلیقات کے ساتھ شایع کیا ہے، قابوس کے مزید فارسی اشعار کی نشان دہی ضرور کرتے۔

خوش نویسی:

قابوس بہت خوش خط تھا۔ ابن خلکان نے لکھا ہے "خطّہ فی نہایۃ الحسن"۔ الصاحب بن عبّاد جب اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کوئی تحریر دیکھتا تو کہہ اٹھتا تھا "ہذا خطّ قابوس أم جناح طاؤس" یہ قابوس کی تحریر ہے یا مور کے پر ہیں (وفیات الاعیان ۸۰/۴) عتبی بھی قابوس کی خوش خطی کی مدح میں رطب اللسان ہے: "وأمّا خطّہ فخطّۃ قطعۃ المحاسن۔ فسمّہ ان شئت وشیاً محوکاً او تبراً مسبوکاً او درّاً مفصلاً او سحراً محصلاً" (فتح الوہبی ۲۶/۲)۔ جرباذقانی کے الفاظ یہ ہیں: "وخطِ او خِطۂ محاسن بود، چون درِّ مفصّل و سحرِ محصّل و وشی محوک و تبر مسبوک، سحرۂ بابل سخرۂ انامل او بودند نقاشان چین بردست و قلم او آفرین می کردند۔ ہر نقطۂ کہ از نوکِ خامۂ او بر

دیباچۂ نامہ می چکید خالی بود بر روی فضل، و ہر گوہر کہ ذوالقرنین قلم او از ظلمات دوات بیرون می کشید دُرّے بود در واسطۂ قلادۂ روزگار " (ترجمۂ تاریخِ یمینی ص ۲۴۸) ۔ افسوس ہے کہ قابوس کی خوش خطی کا ایک ورق بھی اب محفوظ نہیں۔

قابوس پر گفتگو کے سلسلے میں بنو زیّار کے ان دو افراد کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے جن کی تاریخ و ادب میں اہمیت ہے ۔ یہ اصفہبد جیل جیلان (۶) ابوالعبّاس مرزبان بن رستم بن شروین (متوفّٰی ۳۸۰ھ تقریباً) اور امیر عنصر المعالی کیکاؤس بن اسکندر بن قابوس بن وشمگیر متوفّٰی ۴۹۲)۔

کیکاؤس ، اپنے خاندان کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے اپنے بیٹے اسکندر کو لکھتا ہے: " ۔۔اصل شریفست و از ہر دو جانب کریم الطرفین و پیوستہ اجداد تو ملوکِ جہان بودہ اند ، وجدّ اعلیٰ تو ملک شمس المعالی قابوس وشمگیر ... وجدّۂ تو مادرِ من دختر ملک زادۂ مرزبان بن رستم شروین بودکہ مُصنّف مرزبان نامہ است " (قابوس نامہ ص ۲)۔

مرزبان بن رستم ، طبرستان کے باوند نامی خاندان شاہی کا ایک شہزادہ تھا ۔ ابنِ اسفند یار کاتب مرزبان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ وہ مرزبان نامہ کا مصنّف ہے ، اور یہ تصنیف ہر لحاظ سے کلیلہ و دمنہ سے بہتر ہے۔ رضا قلی خاں ہدایت ، فرہنگِ ناصری میں مرزبان نامہ کا ذکر کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ اسے مرزبان بن رستم نے لکھا تھا اور اسے امیر قابوس شمس المعالی کے نام سے منسوب کیا ہے۔ مجمع الفصحاء میں بھی اس مُصنّف نے ضمناً اس کتاب کا ذکر کیا ہے ۔ یہ کتاب فارسی نثر کی ایک کامیاب تصنیف ہے جس میں اخلاقی اور نصیحت آموز حکایتیں ہیں ۔ مرزبان نامہ کا عربی ، فارسی اور ترکی میں ترجمہ ہوا ہے۔ سعدالدین الورا دینی کا فارسی ترجمہ محمد بن عبدالوہاب قزوینی نے مرتب کرکے گِب میموریل لندن کی طرف سے ۱۹۰۸ء میں شایع کر دیا ہے۔ مرزبان کا طبری لہجے میں ایک دیوان " نیکی نامہ " بھی مرتب تھا۔ (دائرۂ معارفِ اسلامیہ ۴۴۰/۲۰)۔ مرزبان کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بھی ہوسکتا ہے کہ البیرونی (متوفّٰی ۴۴۰ھ) نے اپنی تالیف " مقالید علم الہیئۃ " اسی مرزبان کے نام معنون کیا ہے اور غالباً یہ البیرونی کی پہلی تصنیف ہے جو کسی فرماں روا کے لیے اس کے قلم سے نکلی ہے۔ اس نے مقدّمۂ کتاب میں جس انداز میں مرزبان کا ذکر کیا ہے اس سے اس کی اہمیت کے ساتھ ساتھ اس تعلق خاطر کا پتا چلتا ہے جو البیرونی کو مرزبان سے تھا ۔ مرزبان کی شخصیت تاریخی اور ادبی طور پر نسبتہً غیر معروف رہی ہے، اس کے اور اس کی کتاب کے بارے میں

ناکمل اور بعض متضاد بیانات ملتے ہیں۔ مستشرق شہیر کریمر اور فاضل معاصر ابو محفوظ الکریم معصومی نے مرزبان پر مضمون لکھ کر بہت سی گتھیاں سلجھانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن بعض مسائل، علمی ذرائع کی عدم دستیابی کی وجہ سے اب بھی حل طلب ہیں۔ معصومی نے اپنے طویل مقالے (برہان، دہلی مارچ، اپریل، مئی ۱۹۵۵ء) میں البیرونی کی "مقالید علم الہیئۃ" کے دیباچے کا مکمل متن ایشیاٹک سوسائٹی کے ایک قلمی نسخے سے نقل کرکے اپنی تصحیح اور تحشیے کے ساتھ شائع کر دیا ہے۔

امیر عنصر المعالی کیکاؤس بن اسکندر اسی خانوادۂ زیّار کا ایک فرد تھا۔ یہ قابوس کا پوتا تھا اور زیّاری سلطنت کا ساتواں فرماں روا جس نے ۴۴۱ھ سے ۴۶۲ھ تک کوہستان پر حکومت کی۔ یہ شاعر بھی تھا۔ اور مصنّف بھی۔ ایسا مصنّف کہ اس کی صرف ایک کتاب قابوس نامہ نے اسے شہرت دوام بخشی ہے۔ کتاب النصیحۃ جو قابوس نامہ کے نام سے مشہور ہے، اس نے اپنے بیٹے گیلان شاہ (متوفّٰی ۴۷۰ھ) کی رہنمائی کے واسطے اور زندگی و معاشرت اخلاق و قواعد اور اصولِ مملکت کی تعلیم کے لیے ۶۳ سال کی عمر میں ۴۷۵ھ میں لکھنی شروع کی تھی اور قراین موید ہیں کہ اپنی وفات ۴۶۲ھ تک وہ اس کی تکمیل میں مصروف رہا۔ مفاہیم و مطالب سے قطع نظر اس کتاب کی زبان اس قدر خوب صورت ہے کہ اگر راقم الحروف سے فارسی نثر کی صرف دو کتابوں کے انتخاب کے لیے کہا جائے تو وہ بلا تکلّف گلستانِ سعدی اور قابوس نامہ کا انتخاب کرے گا۔ اس کی پسندیدگی اور اہمیت کی بنا پر اس کتاب کے دس پندرہ ایڈیشن اب تک نکل چکے ہیں اور اس کے انگریزی، فرانسیسی، جرمن، روسی اور ترکی و عربی کئی زبانوں میں ترجمے بھی ہو چکے ہیں۔ کیا اچھا ہو اگر ترجمے کے فن کا کوئی ماہر جسے فارسی اور اردو زبانوں پر یکساں قدرت ہو اسے اردو میں منتقل کر دے۔

کیکاؤس شاعر بھی تھا۔ اس کے اشعار کے بارے میں محمد عوفی نے لکھا ہے: "او را شعر ہاست، در لطافت آبِ زلال و در طراوت بادِ شمال" (لباب ص ۳۲) اس کی یہ رباعی دیکھیے:

تا دور شدی، شد ستم ای روی چوماہ اندیشہ فزون، و صبر کم، حالِ تباہ

تن چوں نے وبر چونیل و رخسارہ چوکاہ انگشت بلب، گوش بدر دیدہ براہ

جمال الدین خلیل شروانی کی کتاب نزہۃ المجالس (ص ۱۸۰) تہران ۱۳۶۶ شمسی میں حسب ذیل رباعی کیکاؤس قابوس وشمگیر کے نام سے ملتی ہے:

بردست نہاد لالہ در صحرا مل | بر قبۂ سرو ہا و ہو زد بلبل
رعد آمد و در ہوا فرو کوفت دہل | کامد پسرے بہار را ، یعنی گل

کیکاؤس نے یہ بہت اچھا کیا کہ اپنے ۳۱ فارسی شعر قابوس نامہ میں درج کر کے محفوظ کر دیے۔ اس نے یہ بھی التزام کیا ہے کہ اپنے شعر نقل کرنے سے پہلے احتیاطاً لکھ دیتا ہے: "چنانکہ من گفتم "۔ "چنانکہ گفتہ ام "۔ "چنانکہ من گفتہ ام "۔ "مرا درین دو بیت است"۔ "چنانکہ درین معنی گفتہ ام "۔ وغیرہ۔

یہاں قابوس نامہ سے کیکاؤس کے چند شعر نقل کرنا نامناسب نہ ہو گا۔

کیکاؤس اے در کف پیری شدہ عاجز | تدبیر شدن ساز کہ شصت و سہ در آمد
روزت بنماز دگر آمد ہمہ حال | شب زود در آید چو نمازِ دگر آمد

اَوخ گلہ از پیری پیش کہ کنم من | کین درد مرا دار و جز تو بہ دگر نیست
اے پیر بیا تا گلہ ہم با تو بگویم | زیرا کہ جواناں را زین حال خبر نیست

ہر آدمی کہ حیّ ناطق باشد | باید کہ چو عذرا و چو وامق باشد
ہر کو ، نہ چنین بود منافق باشد | آدم نبود ہر کہ نہ عاشق باشد

وكان قد اهدى له دواة جعل دنجانها ثماً وسكنا مقطاً

اطال الله بقاك يا سيد اخوانه، وزعيم خلانه، وادام عزك وعزى بك، وغبطك وغبطى بك، وتكفل من حظوظ دينك ودنياك ما يوفي على امالك وامالى: ان التهادى اعزك الله لقاح المودة ورباط المحبة وسبيل المواصلة ودليل على الاستئناس والالفة وهو من سنة الانبياء وسجية الحكماء ويتصادق الاصفياء والعهد المانوس به والبر الموصول عليه والوصل المتلوف اليه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تهادوا وتحابوا: وقال امير المومنين عليه السلام الهدية امام الحاجة: وقال ابن عباس الهدية تورث المودة وتجدد الاخوة وتذهب الضغينة: قالت عائشة رضي الله عنها اللطفة عطفة: وقالت الحكماء الهدايا ولاة القلوب كل يعمل على شاكلته ويهدى على حسب مقدرته ومقدار جلالته: واحسن ما تقودى به اعزك الله ما دخل في جملة المهدى اليه وكان من ادواته والات صناعته ولما كنت ابدك الله تربع اوجه الرياسات حليف اشرف الصناعات كتابة تعلو فيها قدرك وذكرك وتطول بها على نظراء لك ومساجلك وتمضي بها الى اقصى مراتب المجد والبلاغ مستدفية شاوك وتحوز فيه باعك تاملت ما يقرب في مجلسك وتباشره بيمينك ويكون فيه مجرى حلك وعقدك: ومصادر امرك ونهيك: ومفاتيح ايرادك واصدارك: ومنابع نفعك واضرارك فاهديت دواة جامعة للصفات سالمة من العاهات مخلصة من الادناس زاخة الانساب من نخبة الكتاب ذات حوض عميق وجانب وثيق وسكرجة زجاجة، زجتة في الزجاجة، وطوق مهندم، وعارض مقوم مكسوة من خالص اللجين حليا انيقا لمع في سوادها لمعان الشيب في معرك الاقران والشيب في لمم الشبان والبرق في عارض من زفراف وقال

ام المدى والردى سود لمختبها من حسنها ذمه صيغت من الشيم:
تحكى سنا حليها برقا تبسم في جنح الظلام وليل دامس الظلم:
او غرة الادهم المزهو في حضر او ملتقى كحل العين بالدعج:
تمد منها حباً لحيا العفاة بدا وللعداة سماما او دم المهج:

يبها قلم قويم الانبوب صميم المحم شديد الاستوا حسن الامتلاذ ووسم خلد الارقم وحوف كلون العندم برية فاطلت حلقته واتممت قطته وجففت شقته

من النطق الحزم الى يختلن بها سرنجية بيضاً وخطية سمرا:
تنير في بطن القراطيس دائما باطراقها درا وتودعها سحرا:
شامية الاحساب تولى عهادها باودنه يختل اسبابها مضرا:
اذا ما اعتلت من بنى كمك عرشها نفيذ بها عمرا ونفنى بها عمرا:

مقرون بسكين عسيفه للجديد وشبه الشعيرة محكمة النصاب جامعة الاسباب ......

(جمهرة الاسلام نسخۂ لائیڈن (ہولینڈ) میں قابوس بن وشمگیر کی ایک نادر تحریر)

حواشی

(۱) مرد آویج ۔ فارسی میں مرد آویز = معلق الرجال۔ قزوینی مرحوم نے اس لفظ کے لیے مسعودی کی تصنیف مروج الذہب ۳ /۶۰، کا حوالہ دیا ہے۔ (یادداشتہای قزوینی ۱۹۱/۶)۔ تاریخ بیہقی ۱۰۰/۴، میں مرد آویج بن زیار کو " مرد آویز" لکھا ہے اس سے مسعودی کے بیان کی تصدیق ہوتی ہے ۔ مزد آویج (بالزاے) غلط فاحش ۔ یادداشت ۷، /۵)۔

(۲) یاقوت نے لکھا ہے کہ ایک قلعہ اس نے بنایا تھا جس کا نام اس نے " شمیر آباد" رکھا تھا ۔ وہ اس وقت وہیں مقیم تھا۔ (۲۳۲:۱۶)

(۳) اس قلعے کا نام ۔ محل وقوع اور کتب تواریخ و سیر میں جہاں جہاں اس کا ذکر آیا ہے اور دوسرے فوائد علمیہ کے لیے دیکھیے یادداشتہاے قزوینی ۳۹/۳ ۔ اب اس کا نام " چوناش " ہو گیا ہے ۔ آبادی ختم ہو گئی ہے لیکن قلعے کے آثار اب بھی باقی ہیں۔

(۴) مرادش از شمسیہ تاریخ یزدجردی باشد کہ درین صورت ۳۹۰، ہجری قمری ۳۷۵ یزدجردی است (یادداشت ۲۷۳/۳)۔

(۵) یاقوت نے ان باغی سپہ سالاروں کی تعداد چھے لکھی ہے ۔ یہ بھی اطلاع دی ہے کہ منوچہر نے ان میں سے پانچ کو قتل کرا دیا اور چھٹا فسادی جان بچا کر خراسان بھاگ گیا ۔ وہاں محمود بن سبکتگین نے اسے پکڑوا کر منوچہر کے پاس بھیج دیا اور لکھا کہ میں نے یہ اس لیے کیا ہے کہ پھر کسی کو کسی فرماں روا کو قتل کرنے کی جرأت نہ ہو، چنانچہ یہ بھی قتل ہو کر اپنے کیفر کردار کو پہنچا ۔ (معجم الادباء ۲۲۱/۱۶)۔ منوچہر کوئی بیس سال تک حکومت کرتا رہا۔ ۴۲۳ھ میں اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ۔ نوشروان تخت نشین ہوا اور جب ۴۳۵ھ میں اس کی وفات ہوئی تو اس کا بیٹا حسان بن انوشروان نے تاج و تخت سنبھالا۔

(۶) قزوینی لکھتے ہیں : جیل جیلان لقب با شرافتی در ما بین دیلم و جیل و ما زندرانیها بودہ است ۔ از جملہ ملک دیلم در طارم در عہد ناصر خسرو خود را " جیل جیلان" می نامیدہ است ۔ سفر نامہ ص ۶) دیگر مازیار بن قارن معروف خود را جیل جیلان اصبہذ اصبہذان می نوشتہ است یعقوبی ۶۸۲/۲۔ (یادداشتہاے قزوینی ۳۴۳/۸)۔

کتابیات

تاریخ طبرستان : ابن اسفندیارالکاتب بتصحیح عبّاس اقبال تہران ۱۳۲۰ شمسی۔

تاریخ طبرستان و رویان و ما زندران : سیّد ظہیرالدین مرعشی بتصحیح عبّاس شایان تہران ۱۳۳۳ شمسی۔

التذکرۃ: ابن حمدون (الجزء السابع) : نسخۂ خطّیہ کتب خانۂ بوڈلیان ، اوکسفورڈ۔

تذکرۃ الشعراء : دولت شاہ سمرقندی بتصحیح محمّد عباسی تہران ب ت ۔

ترجمۂ تاریخ یمینی: ناصح بن ظفر جربادقانی بتصحیح دکتر جعفر شعار ۔ تہران

جمہرۃ الاسلام: مسلم بن محمود الشیزری نسخۂ خطّیہ یونی ورسٹی لائبریری لائیڈن۔

خاص الخاص: ابومنصور الثعالبی بتحقیق الدکتور محمد صادق النقوی دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد ۱۹۸۴ء

دائرہ معارف اسلامیہ : شائع کردہ پنجاب یونی ورسٹی لاہور۔

فتح الوہبی شرح تاریخ العتبی شیخ احمد المنینی المطبع الوہبیہ مصر ۱۲۸۶ھ

قابوس نامہ کیکاؤس بن اسکندر بن قابوس بتصحیح دکتر امین عبدالمجید بدوی تہران ۱۹۶۳ء

لباب الالباب : محمد عوفی بکوشش سعید نفیسی تہران ۱۳۳۵۔

معجم الادباء یاقوت الحموی طبع رفاعی قاہرہ۔

مکاتیب سنائی : سنائی بتصحیح و مقدمہ دکتر نذیر احمد علی گڑھ ۱۹۶۲ء ۔

نزہۃ المجالس جمال خلیل شروانی بکوشش محمّد امین ریاحی تہران ۱۳۶۶ شمسی

وفیات الاعیان: ابن خلکان بتحقیق احسان عبّاس بیروت۔

یادداشتہائے قزوینی : محمّد بن عبدالوہاب قزوینی بکوشش ایرج افشار تہران ۱۳۳۵ ۔

یتیمۃ الدھر : ابومنصور الثعالبی بتحقیق محی الدّین عبدالحمید قاہرہ ۔